شعبۂ تعمیر و ترقی

# دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

★ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ ★ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۶۹

FORTNIGHTLY

# TAMEER-E-HAYAT

Darululoom Nadwatululama, Lucknow. (India)


# تعمیر حیات


★ چندہ سالانہ آٹھ روپیہ ★ قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

ایڈیٹر — سید محمد الحسنی

معاون — سعید الاعظمی ندوی


## مکتبہ دار العلوم کی دوسری مطبوعات

### منثورات

از مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

اس کتاب میں مصنف نے اپنے بعض مضامین کا انتخاب کیا ہے جو زبان کے استعمال، اسلام کی دعوت، اسلامی تاریخ کی تدوین، اسلامی اخلاق کی تربیت کا کام کر سکتے ہیں اور اسلامی جذبات پیدا کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں، سیرت نبوی، تاریخ اسلام اور مستند دعاۃ اسلام از راشد پر مضامین کی نشر کے نمونے پیش کئے گئے ہیں جو عربی زبان و ادب کی بہترین نمائندگی کرتے ہیں ضرورت کے ساتھ تشریحیہ اور تعلیم تعلیم بھی شامل ہے، امید اس عربیت کی بڑی اشاعت دعا میں حاصل کیا ہے۔

قیمت ۵ روپیہ

### مسئلہ ختم نبوت — علم و عقل کی روشنی میں

تالیف: مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی ندوی، استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء

اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت کو نہایت علمی و عقلی انداز میں ثابت کیا گیا اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور ضرورت کو خالص علمی و عقلی دلائل سے واضح کیا گیا ہے، ہر صاحب عقل سلیم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ختم نبوت کا قائل ہو جائیگا، قادیانیت کے فلسفہ میں گرفتار اور عقیدہ ختم نبوت میں شک و شبہ کرنیوالے افراد کے حق میں یہ نادر تصنیف روشنی کا ایک مینار ہے۔

قیمت ۱۰ روپیہ ۵۰ پیسے

### جزیرۃ العرب

از مولانا محمد راشد ندوی، استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

یہ جزیرہ کسی کرائی تشکک نہیں بلکہ یہاں سے تاریخ و ادب کا ایک رہبر پیش نظر رکھا گیا ہے اسکی وجہ کوئی جگہ کی جغرافیائی اہمیت کیساتھ اسکی دینی اعتبار سے اہمیت بھی لوگوں کے سامنے آجاتی ہے اس سلسلہ میں قدیم و جدید مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے، اہم مقامات کے قدیم و جدید ناموں کیساتھ تعین بھی کیا گیا ہے اور جزیرہ کی دفاعی نقشے بھی دیئے گئے ہیں، اسکا تذکرہ عالم عربی کے انحطاط کے اسباب میں کیا ہے، دار العلوم ندوۃ العلماء کے نصاب میں داخل ہے، اپنے نوع کی ایک منفرد کتاب۔ قیمت ۵ روپیہ

### تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی

از مولانا سید محمد الحسنی ندوی

پچھلی صدی ہجری کے مشہور و مقبول بزرگ و عالم اور مفسر حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی کی سوانح عمری، حالات، ارشادات و ملفوظات، معمولات پڑھے بغیر نہیں رہتے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ تصوف، شریعت سے علیحدہ کوئی چیز نہیں بلکہ عین شریعت کی روح ہے، وہ حضرات جو درد و محبت کے جویا اور یقین کے طالب ہیں ان کیلئے یہ کتاب بیش قیمت تحفہ ہے۔

قیمت عہ

### دہلی اور اسکے اطراف

از مولانا علیم سید عبد الحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

یہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سفرنامہ اور یادگار ہے جو انیسویں صدی کے اخیر میں لکھا گیا اس سفرنامہ سے اندازہ ہوگا کہ گذشتہ صدی کے علماء کس ثقاہت اور علم کے حامل تھے اور ان کا مطالعہ کتنا وسیع، تعمق اور پختہ تھا، اس کے اس سفرنامہ میں شعر و سخن کا ذوق سلیم، گہری تاریخی واقفیت، سلاسل تصوف اور انکی شاخوں اور قصبوں پر اطلاع، متقدمین کی تصنیفات اور کتابوں سے آگاہی اور ان کے مسلک اور عہد کے نشانات بجا ملیں گے قیمت غلط ۲ روپیہ

### معلم الانشاء

از مولانا عبد الماجد صاحب ندوی و مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی

انشاء کا علم، مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل ہے، اور اس فن کی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں لیکن ان کتابوں کی زبان اور طریقہ تعلیم سے طلبہ کو مناسبت پیدا نہیں ہوتی، اس کتاب کے مرتبین نے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے، اس کتاب کے ذریعہ طلبہ کو انشاء کے اصول و قواعد سے واقفیت ہوگی اور وہ عربی زبان میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کر سکیں گے، اور عربی مدارس میں تعلیم و انشاء کا مقصد حاصل ہو سکے گا۔

کاغذ کتابت و طباعت سب اچھا ہے۔ صفحات ۲۰۰ قیمت عہ روپیہ

### الأدب العربي

سبعين عاما في دقائق

از مولانا محمد رابع ندوی (ادیب اول دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

عربی ادب کی تاریخ کو مختصر کرنے کی ہندوستان میں یہ پہلی کوشش ہے جو اردو یا انگریزی میں عرصہ دراز سے کالجوں کے نام سے عربی زبان میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے پیش کی ہے۔ اس کتاب میں عربی ادب کی تاریخ پر بہت مختصر لیکن جامع بحث کی گئی ہے اور یہ تین حصوں پر مشتمل ہے

ادب کی تعریف و تقسیم و تاریخ ۲ ادبی نمونے

مولانا ابو الحسن علی ندوی کے مقدمہ کے ساتھ خوبصورت عربی ٹائپ پر یہ کتاب طبع کی گئی ہے

(قیمت صرف چار روپے)


Cover Printed at SADWA Press, Lucknow

# مظلومین گجرات کیلئے ایک اہم اپیل!

احمد آباد، بڑودہ اور گجرات کے بہت سے شہروں کے ہزاروں بیگناہ مسلمان بے گھر ہو چکے ہیں، اور سخت مصیبتوں سے دوچار ہیں، تقریباً ایک ہفتہ تک اس علاقہ میں مسلم کشی اور سفاکی کا جو مظاہرہ ہوا اس کے لئے حیوانیت اور درندگی کے الفاظ ناکافی ہیں۔ احمد آباد کے شرمناک فسادات نے باہمی اعتماد اور انسانی اعتبار کے اس باقی ماندہ وقار کو بھی ختم کر دیا ہے جو راوڑکیلا اور جمشید پور وغیرہ میں پہلے ہی مجروح ہو چکا تھا۔

آج یہ ہزاروں انسان جو ایک طبقہ کے جنون، سستی سیاست اور انتظامیہ کی نااہلی اور چشم پوشی کا شکار ہوئے ہیں اور ساتھ ہی موردِ الزام بھی ٹھہرائے جا رہے ہیں ہر قسم کی اعانت کے محتاج ہیں، موسم سرما کے آغاز کی وجہ سے ان کی دشواریوں میں اور اضافہ ہوتا جائے گا۔

پورے ہندوستان کے مسلمانوں کا دینی اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ وہ اس موقع پر غیرت ملی کا ثبوت دیتے ہوئے کم از کم ان مصیبتوں اور تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کریں جن کا تعلق دینی جذبہ، احساس فرض اور ملی شعور سے ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مسلمان اس آواز پر لبیک کہیں گے اور پوری فیاضی اور جذبہ کیساتھ اس میں حصہ لیں گے۔

## براہ کرم

رقوم یہاں نہ بھیجی جائیں، بلکہ براہ راست ایسے مراکز و افراد کو بھیجی جائیں جو ذمہ داری کے ساتھ اس فرض کو پورا کر سکیں۔

• سید ابوالحسن علی ندوی • محمد منظور نعمانی


۱۲ر
شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۸ھ
مطابق
۲۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۹ء

پندرہ روزہ
# تعمیر حیات لکھنؤ
شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

چندہ
سالانہ آٹھ روپے
ششماہی چار روپے
فی کاپی ۳۵ر پیسے

جلد نمبر ۶ | بسم اللہ الرحمن الرحیم | شمارہ نمبر ۲۴


فہرست مضامین


• اداریہ
• چاند کی تسخیر اور سائنس کی ترقیات
• اقوام عالم کے لئے ہولناک خطرہ
• سیلاب کی تباہ کاریاں اور ہمارے اعمال
• فاتح اردن
• فقہی مسائل
• یروشلم
• غفلت کے بھیانک نتائج
• نظم
• کوالف دار العلوم
• اسلام اتاترک کے ملک میں (غزل)
• نظم


# فسادات کے بعد!

از ـــــــــــ سعید الاعظمی ندوی

ستمبر کے آخری عشرہ میں احمد آباد پر جو قیامت گذر گئی اس کی ہولناکیوں کا تذکرہ اخبارات میں بہت کچھ آچکا ہے اور اب تک برابر کچھ نہ کچھ نئے حالات چھپتے رہتے ہیں، یہ قیامت کتنی لرزہ خیز تھی، اس میں کتنے بے گناہ انسانوں کا خون بہایا گیا، اور جائداد و املاک کو کس طرح تباہ و برباد کیا گیا، یہ ایک ایسی داستان ہے جسکو سننے سنانے کی تاب کسی میں نہیں، اور اس کا صحیح اندازہ اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا کوئی ایسا عینی شاہد جو شروع سے آخر تک کے مناظر اپنی آنکھوں سے اچھی طرح دیکھ چکا ہو، موجود نہ ہو۔

ہمارے ملک میں فسادات کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے، اور اس کی تمام تر زد مسلمانوں ہی پر پڑتی ہے، وہی اس کا نشانہ بنتے ہیں اور انھیں کے جان و مال عزت و آبرو کا خسارہ ہوتا ہے، یہ سلسلہ آزادی کے بعد سے جاری ہے، ادھر کچھ دنوں سے جب سے مفسدانہ جماعتوں نے اقتدار حاصل کرنے کی جان توڑ کوشش شروع کر دی ہے، فسادات کا تناسب ہر اعتبار سے بہت بڑھ گیا ہے۔ اور جبل پور، راورکیلا، جمشید پور، اور رانچی میں جب یہ آگ لگی ابھی تک بجھ نہ سکی بلکہ برابر بڑھتی ہی گئی، انھیں ہولناک فسادات کے نتیجہ میں مسلم مجلس مشاورت کا قیام عمل میں آیا اور مختلف تنظیموں نے اپنے اپنے طور پر فرقہ وارانہ صورت حال کو ختم کرنے اور باہمی اعتماد و محبت کی فضا بحال کرنے کے لئے کوششیں شروع کیں، لیکن صاف محسوس ہوا کہ: مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، اور بجائے فرقہ وارانہ ہم آہنگی باہمی میل جول، اور اعتماد و محبت کی فضا قائم ہونے کے صورت حال مزید بگڑتی گئی۔

جب بھی کہیں فساد ہوتا ہے اور جان و مال کی بربادی سامنے آتی ہے تو فوری تاثر کے طور پر ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر پاتے کہ امن کمیٹی قائم کر دیجائے جسکے ممبر ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کے لوگ ہوں اور مذمت کی تجویزیں پاس کر کے حکومت کے پاس روانہ کر دیجائیں، یا کچھ سربرآوردہ حضرات وفد کی شکل میں وزیر اعظم اور دوسرے حکومتی نمائندوں سے مل لیں، اسی کے ساتھ ریلیف کمیٹیاں جا بجا قائم ہو جائیں جو فساد زدہ لوگوں کی امداد و بحالی کے لئے چندوں کی اپیلیں کریں، اسکے آگے کوئی عمل اور ٹھوس کام اکثر نہیں ہو پاتا، جس سے صورتحال میں واقعی تبدیلی پیدا ہو سکے اور جس کا اثر ہماری آئندہ زندگی پر پڑ سکے۔

مذکورہ بالا انسدادی اور اجتماعی تدابیر کی اہمیت کا اعتراف کرنیکے باوجود ہمیں یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اصل تبدیلی اسوقت تک ممکن نہیں ہے جبتک ہمارے روزمرہ کے معمولات میں تبدیلی نہ ہو اور ہم اپنی زندگی میں صحیح اسلامی زندگی کی خصوصیات پیدا کرنیکی کوشش نہ کریں، اور بالفاظ دیگر جبتک ہم اپنی زندگیوں کو صحیح اسلامی زندگی کے قالب میں نہ ڈھالیں، اور اسلام کے اصول و تعلیمات کے مطابق زندگی نہ بسر کریں۔

ہمارا اصل علاج یہ ہے کہ ہم سچے اور عمل مسلمان بننے کی کوشش کریں، اور ہمارے اندر ایمان و یقین کی قوت پیدا ہو، اسلئے کہ در اصل یہی وہ طاقت ہے جسکے سامنے دنیا کی ہر طاقت ہیچ اور بے قیمت ہے، اور جسکا مقابلہ بڑی سے بڑی مادی طاقتیں نہیں کر سکتیں، اصل تبدیلی یہیں سے شروع ہونی چاہیے، ہمیں اپنی زندگی کا غلط رخ بدل کر ایمان و یقین کا صحیح رخ اپنانا چاہیے، یہی اصل علاج ہے، اگر یہ حاصل ہو گیا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم سربلند و باعزت رہ کر زندگی نہ بسر کر سکیں، اور دنیا کو ہم اپنی ساری توانائیاں اس فاسد معاشرہ کو تبدیل کرنے میں صرف کریں جو تمام مصیبتوں کا اصل سبب ہے (و للہ العزۃ و لرسولہ و للمؤمنین)

آخری قسط

# چاند کی تسخیر اور سائنس کی ترقیات

## ایک مسلمان کی نظر میں

از — مولانا تقی الدین ندوی مظاہری

### سائنس کی ترقیات سے مومن مرعوب نہیں ہو سکتا۔

آج کی سائنس کی ترقیات کفر و الحاد لادینی، خدا فراموشی اور بد اخلاقی و مادہ پرستی کی جو فضا و ماحول تیار کرا رہی ہیں افسوس کہ وہ قوم جس کے پاس ایسا نظام زندگی ہے جو ہر زمانے میں رہنمائی و خدا طلبی اور ایمان و یقین کی زندگی پیدا کر سکتا ہے وہ بھی اپنے مقصد زندگی سے غافل ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے حالات و واقعات اور مختلف فتنوں کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے وہ ظہور پذیر ہو رہے ہیں، آج مسلمان بھی اس مادیت کے طوفان میں بہے چلے جا رہے ہیں، اور یہ الحاد و بے دینی کا فتنہ تمام عالم اسلام میں پھیل رہا ہے اور پرورش پا رہا ہے، بے شک اسلام نے سائنس کے میدان میں ترقی کرنے کی اجازت دی ہے، عالم اسلامی کو بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ اور اب تک اس سلسلے میں جو کوتاہی ہوئی ہے اس کی تلافی کرنی چاہیے، یہ اس زمانے میں ایک اہم مسئلہ ہے، اسباب و ذرائع کی بہتر سے بہتر ایجاد اور صحیح استعمال اسلام کے منشاء کے عین مطابق ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہمیں اس حقیقت کو نہیں بھولنا چاہیے کہ اسباب و ذرائع اور موجودہ ترقیات میں حصہ لینے سے بھی اصل مسئلہ حل نہ ہو سکے گا، بلکہ ہماری اصل طاقت کا سرچشمہ ایمان و یقین و عبودیت، بندگی، دعا و ذکر الٰہی ہے جس کی قرآن و حدیث اور اسلامی تاریخ پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ یہی وہ ہماری اصلی قوت ہے جس کے مقابلے میں ہمیشہ بڑی بڑی طاقتوں نے سپر ڈالا ہے۔ دجال و یاجوج ماجوج جو آخیر زمانے میں ظاہر ہوں گے جن سے اسباب و ذرائع کے میدان میں بازی لے جانا ممکن نہ ہوگا۔ بالآخر یہی ایمان و یقین ذکر و دعا ہی مومن کا ہتھیار ہوں گے۔ جن سے وہ شکست کھائیں گے اور ہلاک ہوں گے، حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے ظہور کے زمانے میں شدید قحط ہوگا، اس وقت ذکر و تسبیح ہی مومن کے لئے غذا کا کام دیں گے۔ جس طرح یہ آسمان والوں کو دیتے ہیں۔

روایات میں آیا ہے کہ یاجوج ماجوج اخیر زمانے میں جب ظاہر ہوں گے تو روئے زمین پر کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ جب زمین پر قتل و خوں ریزی پوری طرح کر لیں گے تو ان کے فتنہ کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (طور پہاڑ پر) محصور ہوں گے، گرانی کا شدید عالم ہوگا بالآخر حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی دعا کی طرف متوجہ ہوں گے، پس اللہ تعالیٰ ایک قسم کی بیماری جس کو عربی میں نغف کہتے ہیں، نازل کرے گا۔ (یہ ایک قسم کا دانہ ہے جو بھیڑ بکریوں کی ناک و گردن میں نکلتا ہے، اور طاعون کی طرح تھوڑی دیر میں ہلاک کر دیتا ہے) پس قوم یاجوج ماجوج اس مہلک مرض سے یکبارگی ہلاک ہو جائے گی۔

رئیس المبلغین حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون کو اپنی تقریر میں عجیب و غریب انداز سے بیان فرماتے تھے، عین اپنے مقصد کی وضاحت کے لئے ان کی تقریروں کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں، ایک مرتبہ فرمایا کہ ایٹم بم سے ڈرنا ایسا ہے۔ جیسے کہ مشرکین اپنے پتھر کے بتوں سے ڈرتے تھے اور امید رکھتے تھے، ایٹم اور ایٹم بم والوں کی گردنیں — قدرت کے ہاتھ میں ہیں، ایٹم سے وہ ہوگا جو خدا چاہے گا، فرعون بھی، وہذہ الانہار تجری من تحتی، کہا کرتا تھا، مگر خدا نے اسی پانی کو اس کے غرق و بربادی کا سامان بنا دیا۔

ایک مرتبہ فرمایا، تم جنھیں بڑی طاقتیں کہتے ہو، خدا کے نزدیک ان کی حیثیت مکڑی کے جالے کے برابر بھی نہیں، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علم پر صحیح طریقے سے محنت کی گئی، تو اس زمانے کا کائناتی نقشوں پر چلنے والا باطل روم و فارس پاش پاش ہو گیا اور آخر زمانے میں دجال اپنی ذات سے اتنی بڑی طاقت کا مظاہرہ کرے گا کہ اس کے مقابلہ میں موجودہ طاقتیں کچھ بھی نہیں ہیں، اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام زمین سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آئیں گے، اور من و عن حضور صلی اللہ علیہ السلام کے مطابق محنت کریں گے، اللہ جل جلالہ اس دجال کو ہلاک کر دے گا۔ اور جب پہلے یہ ہو چکا اور آخر میں بھی یہ ہوگا، تو پھر یہ وسوسہ کیوں ہو کہ درمیان میں کیسے ہوگا، آج بھی وہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔

حضورؐ سے صادر ہونے والے اعمال کو خدا نے ایٹم بم سے زیادہ طاقتور بنایا ہے۔ ایک ایک عمل کو عالم میں تغیر کا ذریعہ بنایا ہے، صلوٰۃ الاستسقاء زمین کے حالات بدلنے کا ذریعہ ہے۔ صلوٰۃ الکسوف اور صلوٰۃ الخسوف چاند، سورج کے حالات بدلنے کے لئے ہے دعا و صلوٰۃ الحاجۃ ہر قسم کی انفرادی و اجتماعی ناموافق حالات بدلنے کے لئے ہے، حضورؐ کی انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کرا کے یہی ظاہر کیا گیا کہ حضورؐ سے صادر ہونے والا عمل اتنا طاقتور ہے اور یہ اشارہ حضورؐ کا تکوینی عمل تھا۔ تشریعی عمل اس سے بھی طاقتور ہے۔

بہر حال آج انسان نے چاند پر قدم رکھ دیا اور محیر العقول ترقیاں کر رہا ہے مگر ہمارے لئے اس میں مرعوب ہونے کی کوئی بات نہیں، ہر سائنس کے میدان کی ترقیاں اسلام کے خلاف نہیں بشرطیکہ ان کا مقصد صحیح ہو۔

وآخر
دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین



گذشتہ سے پیوستہ

# اقوام عالم کے لئے ہولناک خطرہ

## یہودیوں کا انقلابی پروگرام

(تلخیص، بروتوکولات حکماء صہیون • ترجمہ: حکیم محمد کامل بحر العلومی)

### اٹھارہویں قرارداد

ہمارا بادشاہ خفیہ نگرانی کرنے میں بہت مستعد ہوگا، وہ کبھی بھی یہ گوارا نہ کرے گا کہ کوئی شخص ہماری حکومت کے خلاف سازش کرے۔ سازش کنندہ تباہ کر ڈالا جائیگا سازشی خوف کی وجہ سے اپنے آپ کو سازشوں سے الگ تھلگ رکھے گا۔

### انیسویں قرارداد

ہم عوام کو سیاسیات میں حصہ لینے سے محروم کر دیں گے، ہم سیاسی مجرم کے سر سے جواں مردی کا تاج اتار کر اس کو عام مجرموں کے صف میں لا کر کھڑا کر دینگے اور اس کی حیثیت چوروں، قاتلوں اور ناپاک اچھوتوں کی سی رہ جائے گی۔

اس طرح رائے عامہ سیاسی جرائم کو بھی عام اخلاقی جرائم کے ہم پلا سمجھنے لگے گی اور سیاست ایک شرمناک جرم سمجھی جانے لگے گی۔

### بیسویں قرارداد

ہم املاک پر روز افزوں ٹیکس لگائیں گے تاکہ حکومت کے مصارف پورے کئے جا سکیں۔ غیر یہودی مال داروں کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ اپنی زائد دولت سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ حکومت اس بات کی ذمہ داری لے لیگی کہ ان کی باقی ماندہ املاک باقی رہے گی اور ان کو مناسب ذرائع سے پیسہ کمانے کی اجازت ہوگی تاکہ حکومت کو ٹیکس ادا کرنے میں تاخیر نہ ہو۔ بسا اوقات خود حاکم ادائیگی کی میعاد مقرر کر دے گا اور وزارت مال اس کی مدد کرے گی۔

غیر یہودی حکومتوں کی بے عقلی پر صرف یہی دلیل کافی ہے کہ وہ جب کبھی بھی یہودی انٹرنیشنل بینکوں سے قرض حاصل کریں گی تو خسارہ میں رہیں گی (یاد رہے کہ امریکہ کے کل انٹرنیشنل بینک یہودیوں کے ہیں) کیونکہ اس طرح قرض کا سود بڑھتا رہے گا اور ان کے لئے بجز اس کے کوئی چارۂ کار نہ رہ جائے گا کہ وہ اپنے ملک کی پیداوار سے اس کو ادا کریں۔ حالانکہ ان کے لئے یہ کہیں آسان ہو تاکہ وہ اپنے عوام سے بلا سودی مال حاصل کر لیتیں، اور یہ ہماری عظمت کی دلیل ہے۔

### اکیسویں قرارداد

ہم اندرونی قرضوں پر بھروسہ کریں گے۔ جب بھی کوئی حکومت عوام سے قرض لینا چاہے گی تو وہ اس کے لئے اکیس سرٹیفکیٹ جاری کرے گی۔ شروع میں یہ سرٹیفکیٹ بہت ہی کم قیمت کے ہوں گے تاکہ ہر شخص اسے خرید سکے، ابتدائی خریداروں کے لئے یہ سہولت بھی فراہم کی جائے گی کہ وہ اس کو نام نہاد قیمت پر خرید لیں اور دوسرے ہی دن اس کا بھاؤ بڑھا دیا جائیگا تاکہ لوگوں کو خیال ہو کہ خریدار اس پر ٹوٹ پڑ رہے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ بھاؤ اور بڑھ جائے لہٰذا جلد از جلد لوگ اس کو خریدنے کی کوشش کریں گے۔ پھر چند ہی دنوں کے اندر مال مطلوبہ سے خزانے بھر جائیں گے مگر جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی تو دوسرے بڑے قرضہ کی ضرورت ہوگی اور حکومتیں مجبور ہوں گی کہ پچھلے قرض کا سود ادا کرنے کے لئے نئے قرضوں کا بہی کھاتہ کھولیں۔

### بائیسویں قرارداد

دور حاضر کی سب سے بڑی طاقت ہمارے ہاتھ میں ہے یعنی "سونا" جتنے بھی سونے کی ضرورت ہو، ہم دو دن کے اندر اندر اپنے مخفی خزانوں کی کوٹھریوں سے برآمد کر سکتے ہیں۔

کیا اب بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ہم گذشتہ کئی صدیوں سے جو سونا جمع کرتے رہے ہیں، اسے ہم ایک اچھے کام پر خرچ نہ کریں یعنی دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے؟

### تئیسویں قرارداد

ضروری ہے کہ لوگوں کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیا جائے تاکہ ان کو ہماری اطاعت کی عادت پڑ جائے اس کے لئے ہم سامان آسائش میں کمی کر دیں گے (بازار میں بعض اشیاء کی کمیابی سے ابتدا ہو چکی ہے)

### چوبیسویں قرارداد

اسرائیلی حاکم کو اپنی خواہشات کی پیروی نہیں کرنا چاہیے، خاص کر جنسی خواہشات کی، اور وہ حیوانی سفلی خواہشات کو اپنی عقل پر غالب نہ ہونے دے، کیونکہ بہیمانہ خواہشات تمام دوسری خواہشات سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں اور بلاشبہ قوت فکریہ اور عاقبت اندیشی کو معطل کر دیتی ہیں۔

اسرائیلی نسل کے حاکم مطلق کو قومی مفاد کے لئے ذاتی خواہشات کو قربان کر دینا ہوگا۔ ہمارا بادشاہ عظمت اور جرأت کی جیتی جاگتی تصویر ہوگا۔

---

ان قراردادوں کو پڑھکر یہودیوں کے خوفناک عزائم کا پورا اندازہ ہوتا ہے، ان کے کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تقریباً دنیا بھر کے بینک ان کے ہاتھ میں ہیں جہاں سے یہودی اسکیموں کو بروئے کار لانے کے لئے بے دھڑک روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور اس روپے کے بل پر ان کی خفیہ انجمنیں ان کے نظریات یا تو پیشہ ور لیڈروں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں اور وہ اپنی لیڈری چمکانے کے لئے ان کی تبلیغ کرتے ہیں، یا روپیہ خرچ کر کے ایسے لیڈر تیار کر لئے جاتے ہیں جو شعوری یا غیر شعوری طور پر خفیہ انجمنوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں (اب تک جن خفیہ یہودی انجمنوں کا پتہ لگ سکا ہے ان میں سرفہرست فری میسن کا نام آتا ہے) یہ انجمن دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے اور اس میں انتہائی رازداری برتی جاتی ہے۔ اس کے ممبر کسی قیمت پر بھی پارٹی کا راز ظاہر نہیں کرتے۔ عوام میں اس کے متعلق پروپیگنڈہ کر دیا کر دیا گیا ہے کہ یہاں جادو ٹونے کی قسم کا کام ہوتا ہے۔ چنانچہ عوام فری میسن لاج کو۔

"جادوگھر" کے نام سے جانتے ہیں لیکن درحقیقت یہ بین الاقوامی یہودی سازش کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اس میں غیر یہودیوں کو پھانس کر لاشعوری طور پر انہیں صہیونی مقاصد کے لئے آلۂ کار بنایا جاتا ہے۔ اس کی ذیلی کمیٹیاں حسب ذیل ہیں۔

(۱) بلوتو میسن ـــــ جتنے بھی بڑے بڑے یہودی سرمایہ دار ہیں، وہ سب اس کے ممبر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا بھر کے ممالک کی تجارتی اور اقتصادی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں اور اپنے سرمایہ کے بل پر عالمی تجارتیں چلا رہے ہیں، اگر وہ کسی ملک کو اقتصادی اور سیاسی طور پر تباہ کرنا چاہیں تو پل بھر میں کر سکتے ہیں یہی لوگ بین الاقوامی صنعتی اور تجارتی بینک چلاتے ہیں۔

(۲) انورشیت میسن ـــــ اس کمیٹی کا کام یہ ہے کہ جو ممالک یہودی فری میسن (صیہونیت) کے ساتھ دشمنی کریں ان کو تباہ کر دے (ہٹلر اور جرمنی کو اسی کمیٹی نے تباہ کیا)

(۳) تیرویدرست میسن۔ اس کمیٹی کا کام دنیا بھر کی مالیات کو کنٹرول کرنا ہے۔

(۴) مارکسی میسن ـــــ اس کمیٹی کی حرکتیں یورپ کی اکثر حکومتوں میں ظاہر ہو چکی ہیں اور اس کا مزدور طبقہ پر بے حد اثر ہے۔ یہ دنیا بھر میں بین الاقوامی ہنگامے کراتی رہتی ہے

(۵) پرولتاری میسن ـــــ یہ مارکیٹ ہی کی ایک شاخ ہے لیکن اس کا کام مارکسی میسن سے کسی حد تک مختلف ہے۔ یہ کمیٹی مارکسیوں کو امداد دیتی ہے اور مزدور سبھاؤں کے بڑے بڑے مرکزوں کو اپنے زیر اقتدار رکھتی ہے اور مزدور تحریکوں کو لاشعوری طور پر صیہونیت کے مفاد کے لئے استعمال کرتی ہے۔

(۶) روتادی میسن ـــــ یہ کمیٹی ۱۹۰۴ء میں شکاگو میں تشکیل کی گئی تھی اور اس کی شاخیں تمام اقتصادی اور سیاسی پسماندہ ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ بہتیرے لوگ اس کے سیلاب میں بہہ گئے۔

(۷) ریفارم میسن ـــــ یہ اخبار نویسوں، مصنفوں، مضمون نگاروں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتی ہے۔ (بہت ممکن ہے کہ اس سازشی قوم نے اور بھی خفیہ انجمنیں بنا رکھی ہوں جن کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا ہے)

نو آزاد جمہوریتوں میں یکساں حالات پیدا کئے گئے ہیں یعنی قرارداد ۱ کے مطابق عوام کو حق خود اختیاری دے کر ان میں اجتماعی اور انفرادی کینہ پن پیدا کر دیا گیا، پھر قرارداد ۷ کے مطابق مختلف فرقوں کے درمیان بغض و عناد اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا کر جمہوریتوں کے عوام کو آپس کی منافرت اور خوں ریز فرقہ وارانہ فسادات کے جہنم میں جھونک دیا گیا۔ چھٹی قرارداد کے مطابق ذخیرہ اندوزی، چور بازاری اور منافع خوری کو نقطۂ عروج پر پہنچا کر عوام کو مفلوک الحال مزدور بنانے کے راستہ پر گامزن کر دیا گیا۔ شکر اور مٹی کے تیل کی مصنوعی قلت پیدا کر کے تیئیسویں قرارداد کو بروئے کار لانے کی ابتدا کر دی گئی ہے، اور عنقریب ہی دوسری ضروریات زندگی کی نایابی کا نمبر آنے والا ہے بیسویں قرارداد کو پورا کرنے کیلئے ٹیکسوں میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ الغرض دنیا بھر کی جمہوریتیں بروتوکولات حکماء صہیون کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔

عوام کو اور خاص کر خواب غفلت میں سونے والے مسلمانوں کو آنکھیں کھول کر حالات کا جائزہ لینا چاہیئے اور اپنے لیڈروں کے اقوال و افعال پر کڑی نگاہ رکھنا چاہیئے کہ وہ نیشنلزم اور مذہب کے نام پر کیا کیا سیاسی بازی گری دکھایا کرتے ہیں اور کس کے اشاروں پر؟

آخر میں ہم صہیونیوں اور صہیونیت کے آلۂ کار لیڈروں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ صرف انہی کو سازشیں کرنا اور خفیہ انجمنیں بنانا نہیں آتا ہے۔ اگر دوسرے بھی اسی راہ پر گامزن ہو گئے تو ـــــ ؟؟

## بقیہ: "چوتھا مکتوب"

ڈالا ہے۔ ہمیشہ یہی ہوا اور آخر میں آج سے ۱۴۰۰ سال قبل سارے جہان کے فتنہ و فساد اور طاغوتیت کو مٹا ڈالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سرور عالی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جس سے سارے عالم کا نقشہ بدل گیا۔ راستی کی فرمانروائی ہو گئی۔ امن و آشتی کی فضا چھا گئی اور اللہ کی بندگی ہونے لگی وہ انقلاب آیا جو کبھی نہ آیا تھا اور اللہ کے نام کا ایسا ڈنکا بجا جو کبھی نہ بجا تھا۔

لیکن زمانے نے پلٹتے پلٹتے پھر پورا پلٹا کھا لیا اور وقت آ گیا کہ پھر کوئی نبی مبعوث ہو جاتا لیکن اب کوئی نبی نہ آئے گا۔ سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اب تو امت مسلمہ ہی کو انبیاء کی سنت پر عمل کرنے کے منصب و افتخار سے سرفراز اور اللہ کی ساری مخلوق کو شمع ہدایت دکھانے کے لئے مامور فرمایا گیا "اخرجت للناس" اسی بات کا اعلان ہے اب یہ فرض اسی امت کے کاندھوں پر ہے کہ خود کو اس کام کے لئے وقف کر دے لیکن کس قدر عظیم ہے یہ ذمہ داری۔

(باقی آئندہ)

## بقیہ: "یروشلم"

کے ساتھ نمایاں ہو جاتا ہے اس کے سارے خطوط نمایاں ہو جاتے ہیں۔

عہد وسطیٰ میں (اس کے پہلے اور بعد میں) لغت کا کوئی ایسا لفظ بد نہ تھا جو مذہب اسلام، قرآن، محمدؐ اور پیروان محمد کے لئے استعمال نہ کیا گیا ہو ایک دور تھا جب محمدؐ کے ساتھ مجنون، پاگل دیوانہ، اور شاعر کی اصطلاح عام تھی اس دور کا قاری انہیں اصطلاحات سے متاثر ہو کر اپنی اور مین تبدیلی تبدیلی پیدا کرتا تھا۔ نئے دور میں یہ الفاظ بے جان ہو چکے ہیں لہٰذا نئی اپج اور اسلام اور محمد کو نئے انداز میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی پر شکوہ مرعوب کن تنقیدی اصطلاحات مثلاً "سائنٹفک" ایجکٹو تحلیلی وغیرہ گڑھے گئے۔ مگر اسی پرانی رٹ کو جدید اصطلاحات میں پیش کرنے کی تحریک شروع ہوئی مثلاً اب ایک نیا نعرہ لگایا جا رہا ہے یعنی اسلام ایک معاشی انقلاب تھا۔ محمدؐ نے عرب کی معاشی اصلاح کے لئے یہ تحریک چلائی لہٰذا عرب والے ساتھ ہو گئے اور کایا پلٹ ہو گئی اس کے مبلغین میں برناڈ بوئس پلسش پلفش نظر آتے ہیں۔ جو اسلامی تاریخ کو معاشی انقلاب کی ایک تاریخ تصور کرتے ہیں، فرانس کے پروفیسر ام، اوڈنسن، من حیث مارکسی مبلغ اسلام اور کاول مارکیین کی تحریک میں غیر معمولی مماثلت تصور کرتے ہیں موصوف کی متعدد کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں

باقی

آئندہ



گذشتہ سے پیوستہ

# طلبائے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام

اقبال حسین خاں جنرل سکریٹری مدھیہ پردیش دینی کان فرنس ورکن انتظامیہ۔ (تیسرا مکتوب)

عزیزو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اس وقت میں تم سے تیسری بار مخاطب ہوں۔ آج میں تم کو یہ بتاؤں گا کہ تمہارے والدین اور سرپرستوں نے تم کو یہاں کیوں بھیجا ہے۔ تو اس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں، کہ ماں باپ اپنی اولاد کو اعزاز و سرفرازی کے اونچے سے اونچے مقام پر فروکش دیکھنے کی متمنی ہوتے ہیں اور اس کے لئے وہ اپنی امکانی قربانی پیش کرنے سے بھی عموماً دریغ نہیں کرتے، لیکن اس زمانہ میں ان الفاظ کو جو معانی پہنائے جاتے ہیں وہ دنیاوی دولت و جائیداد، عزت و شہرت حکومت و اقتدار اور اختیار میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں اور اس کے لئے لوگ اپنے بچوں کو مشرق و مغرب کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں، دوسری درسگاہوں اور ٹکنیکل اسٹیٹوں میں بھیجتے ہیں اور وہاں سے فراغت کے بعد جب یہ اپنے والدین کے حسب دلخواہ مراتب پا لیتے ہیں تو وہ پھولے نہیں سماتے گویا ان کی اولاد ہی کو نہیں، خود ان کو سب کچھ حاصل ہو گیا ہے۔ سچ ہے اگر کوئی شخص اپنے سے زیادہ کسی بلند مقام پر کسی کو دیکھ کر خوش ہو سکتا ہے تو وہ اس کی اولاد ہی ہے اور کوئی نہیں، چاہے وہ حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو،

لیکن اس سربلندی کی پرکھ وہ انہی قدروں کی کسوٹی پر کرتا ہے جو اس نے دنیاوی کامیابیوں کے لئے اور اس کے نزدیک مکمل کامیاب زندگی کے لئے، اپنے دل کی گہرائیوں میں محفوظ کر رکھی ہیں۔ لوگوں کا مزاج ہی اب عموماً اس قسم کا ہو گیا ہے اور اس سے آگے سوچنا ان کی پہونچ سے باہر ہے۔ یہ ان کی اس فطرت ثانیہ کا اثر ہے جس کو حالات زمانہ اور ماحول نے بنا دیا ہے اور جس کو خود انہوں نے بلا مزاحمت بن جانے دیا ہے لیکن ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ایسا بھی ہوتا ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ یہ اولادیں اس اوج ثریا پر نہیں پہونچتیں، جس پر دیکھنے کے لئے والدین کے دل بے قرار ہوتے ہیں یا پھر بعض اوقات ان کی بدکرداری یا ان بوڑھوں سے ان کا ناروا سلوک ان کی زندگی کو دوزخ بنا دیتا ہے اور وہ موت کو خوش آمدید کہنے کے لئے ہر وقت بیتاب رہتے ہیں۔

ہندوستان میں تو بیشتر والدین اپنی بدحالی کی وجہ سے اپنے بچوں کے لئے ان اونچے خوابوں کے دیکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکے، جو اوپر بیان کئے گئے۔ ان کی تمنا تو یہی ہوتی ہے کہ ان کے بچے پڑھ لکھ کر یا کوئی ہنر سیکھ کر کچھ کمانے کے قابل ہو جائیں تاکہ فراغت کے ساتھ روزی کمانے کا کچھ سہارا ہو سکے لیکن یہاں بھی بعض اوقات ان کی آرزوؤں کا خون ہو جاتا ہے اور اولاد زندگی کی کشمکش میں ناکامی و نامرادی سے ہمکنار ہو جاتی ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو کسی طرح اپنے اور متعلقین کے پیٹ پالنے کے لئے کسی سہارے سے چمٹ رہنے کا موقع مل جاتا ہے اور ان حالات میں زندگیاں اور نسلیں گذر جاتی ہیں۔

ان سب باتوں کے ثبوت مخلوق کی عام بدحالی، بیروزگاری تعلیم یافتہ لوگوں کی بیکاری اور اور عالم گیر عسرت ہیں جو روز روشن کی طرح ہویدا ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود ان تدبیروں کے سوا کہ روزی کمانے کے لئے والدین اپنی اولاد کو کسی حیلہ سے لگانے کی کوشش کریں، اور کوئی چارہ کار نہیں معلوم ہوتا اور عموماً سب یہی کرتے ہیں۔

عزیزو! اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تمہارے والدین کو کیا ہو گیا تھا کہ دینی علوم حاصل کرنے کے لئے انھوں نے تم کو ندوۃ العلماء لکھنؤ بھیج دیا۔ ابھی حال کا واقعہ ہے کہ میرے ایک مخلص گذشتہ ماہ مئی و جون میں چہل روزہ تبلیغی سفر میں تھے اس سفر کے تجربات میں جہاں انھوں نے مجھے اور حیرت خیز باتوں سے باخبر کیا، وہیں یہ بھی بتایا کہ سہارنپور میں جہاں مظاہر علوم جیسا عالیشان اور بابرکت دار العلوم موجود، ۶۰ فیصدی لڑکے، لکڑی کے کاروبار کے سلسلہ میں اپنے والدین اور سرپرستوں کے ساتھ کام کرتے ہیں اور دین کی تعلیم سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہے جب ان صاحبان سے کہا گیا کہ بچوں کو دینی تعلیم دلانا فرض ہے اور انتہائی ضروری تو انھوں نے جواب دیا کہ مولوی صاحب پیٹ کیسے پلے گا، ہمارے ساتھ رہ کر روزی کمانے کے قابل تو ہو جائیں گے اسی سہارنپور میں بہت سے بچے آوارہ بھی پھرتے ہیں جیسا کہ ملک بھر میں ہو رہا ہے۔

اب بتاؤ کہ ان حالات میں تمہارے والدین نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ان علوم سے فراغت کے بعد اس برصغیر میں کیا مواقع ہیں کہ تم میں سے ہر ایک دنیاوی آسودگیوں ـــ آسائشوں اور سربلندیوں سے ہمکنار ہو سکے گا۔ اور اے عزیزو! اسی دار العلوم کے بعض فارغ التحصیل ایسے نوجوان بھی ہیں جن کے ماں اور باپ دونوں نے مزدوری کر کے اور بیڑیاں بنا بنا کر ان کو دینی تعلیم دلائی تھی اور لوگوں کے توجہ دلانے پر کہ ان بچوں کے مستقبل کے لیے ان کو دنیاوی علوم کی طرف رجوع کریں، انھوں نے صاف انکار کر دیا کہ ہمیں یہ بات منظور نہیں۔

ایسی ماؤں اور ایسے باپوں کو میرا سلام!

اب ان نوجوانوں کے ہاتھ میں علم کی شمع ہے اور وہ اس کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہیں اور ان میں سے ایک نے ایک جگہ دار العلوم قائم کرنے کی

داغ بیل ڈالدی ہے اور موجودہ مدرسہ کے ساتھ دار الاقامہ قائم کرلیا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بعض کے یہاں کھیتی باڑی ہوتی ہوگی، کسی کے یہاں تجارت یا کسی صنعت وحرفت وغیرہ کا سلسلہ ہوگا اور تمہارے سرپرستوں نے سوچ رکھا ہوگا کہ یہاں سے فارغ ہوکر تم ان چیزوں کو معاش کا ذریعہ بنا لوگے لیکن یہ بات سمجھنے کی ہے کہ انھوں نے شروع ہی سے تم کو ان کاموں میں کیوں نہ لگادیا۔ یا بعض ایسے ماں باپ جن کے یہاں معاش کا کوئی قابل اطمینان ذریعہ نہیں ہے، اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے کہ پیٹ پالنے کا بندوبست تو رب العالمین فرما ہی دیں گے تم کو دینی تعلیم دلانا کیوں بہت ضروری قرار دے لیا اور تم کو ندوۃ العلماء بھیجدیا۔

یہاں ایک نئی بات سامنے آجاتی ہے۔۔۔!

عزیزو! یہ نئی دنیا درحقیقت نئی نہیں ہے پرانی اور اصل دنیا ہے اپنے بندوں کے لئے خالق کائنات کی بنائی ہوئی دنیا ہے جس غرض کے لئے انسان پیدا کئے گئے ہیں اسکو بروئے کار لانے کی دنیا ہے، اللہ کے نام پر مر مٹنے اور اس کے لئے سب کچھ تج دینے والوں کی دنیا ہے مومنوں کے بسنے کی اور انسانوں کو مومن بنانے کی، ماسوا اللہ کو ہیچ بتانے والی، خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا ہے، پیغمبران علیہم السلام کی، صدیقوں کی، شہداء کی اور صالحین کی دنیا، متوکلین اور "اللہ میرا باقی تمہارا" کہنے والوں کی، خدا کی طرف یکسو ہوجانے والوں کی اور الست بربکم کے جواب میں بلی بلی کہنے والوں کی دنیا ہے یہ قیامت اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کی دنیا ہے اللہ کا نام بلند کرنے والوں کی دنیا ہے خیر امت کہلانے والوں کی، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو عملی جامہ پہنانے والوں کی دنیا ہے

یہ دنیا تمہارے والدین اور سرپرستوں کے سامنے ہے، اور انھوں نے تمام نفسانی اور شیطانی فریب کاریوں کو پیروں تلے کچل کر، تم کو اس دنیا میں بسنے کا اہل بنانے کے لئے اس کو سنوارنے کے لئے، دوسروں میں اس میں بسنے کی تمنا پیدا کرنے کے لئے، جاء الحق وزھق الباطل کی حقیقت پیدا کرنے کے لئے اس دار العلوم میں بھیجا ہے۔

عزیزو! تمہارے والدین اور مربی حقیقی معنی میں تمہارے خیر خواہ ہیں جنہوں نے تم کو فلاح دارین حاصل کرنے کے راستہ پر ڈالنے کے لئے اور صرف فلاح ھذہ الدار سے جو بذاتہ اور خود تنہا چھوٹی فلاح اور دائمی خسارہ کا سرچشمہ ہے، تم کو بچانے کے لئے اس دار الامان میں بھیجا ہے۔

وہ والدین جو اپنی اولاد کو صرف موجودہ معروف دنیاوی مفادات حاصل کرنے کی تیاری میں لگا دیتے ہیں وہ ان کے مخلص بہی خواہ نہیں ہوتے، ان کو ان الفاظ سے یاد کرنا اخلاصی اور بہی خواہی کے معانی کی توہین ہے۔ ان کی اولاد کا خود ان سے بڑا دشمن تو وہ شخص بھی نہیں جو کسی بچے کو قتل کردے اس لئے کہ بچہ معصوم تھا اور اسی حالت میں وہ اپنے رب سے جا ملے گا۔ لیکن وہ بچے جو دنیاوی مفادات کے حصول کے لئے وقف کردیئے جاتے ہیں وہ عموماً کیا بنتے ہیں، انسانیت، شرافت اور عبدیت سے انکا کیا تعلق ہے اور اس کے نتیجے میں بظاہر ان کو آخرت میں کیا ملنے کی توقع ہوسکتی ہے، اس پر اظہار خیال کے لئے میرا قلم آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کرتا۔ خود ہی بتلاؤ کہ ایسے والدین اپنی اولادوں کے خیر خواہ ہیں یا سب سے بڑے .....

(جگہ چھوڑدی تم خود پُر کرلو)

میں یہ بھی بتادوں کہ تمہارے والدین کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ وہ تم کو ہر طرف سے کنارہ کش کرکے عمر بھر کے لئے دنیا کی سب باتوں کے واسطے ناکارہ بنادیں، ہرگز نہیں۔ وہ تم کو اپنے بنیادی، میراثی اور فطری تقاضے پورا کرنے کے لئے یہاں بھیجتے ہیں تاکہ تم خدا اور رسول کو جان لو اور پہچان لو، ایمان کو پختہ کرنے کے راستہ پر لگ جاؤ۔ اسلام کو سمجھ لو اور پھر دنیا کے طوفانی سمندر میں ایمانی قوت وفراست کے ساتھ شناوری کرو۔

شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

خود تیرو اور ڈوبتوں کو سہارا دیکر تحت الثریٰ کے غار میں گرنے سے بچالو اور کنارے لگادو۔ بیشک اس دنیا میں سینہ تان کر آگے بڑھو اور ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کیلئے ہمیشہ دست بدعا رہو۔ ہاں ہاں دونوں جہان کی حسنات خدا نے ہمارے لئے ہی مقدر کردی ہیں۔

اگلی ملاقات میں میں انشاء اللہ تم کو وہ بات بتاؤں گا جس کے بتانے کو میرا دل تڑپ رہا ہے جانتا ہوں کہ تم جانتے ہوگے مگر اپنے ملی تعلق اور لگاؤ کے ہاتھوں مجبور ہوں کہ خود بھی کہوں۔

## چوتھا مکتوب

عزیزو!

آج میں تم سے چوتھی بار اور فی الحال آخری بار مخاطب ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ تخاطب شروع کیسے کروں ابھی سے میرا دل جذبات میں ڈوب گیا ہے اور دماغ قلم کی رہنمائی کرنے سے گریز کرتا ہے۔ خیر کوشش کرتا ہوں کہ کچھ کہہ سکوں اور جو پیغام تمہیں پہونچانا ہے کسی حد تک پہنچا سکوں۔

تم نے اب تو یہ سمجھ لیا ہوگا کہ تمہارے والدین نے اس دار العلوم میں تم کو مرد میداں اور حزب اللہ بننے کے لئے بھیجا ہے، احکام خداوندی کی تعمیل مجسم بننے کیلئے بھیجا ہے، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا کی خاک پاک کو تلاش کرکرکے اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کے لئے بھیجا ہے طاغوتیت اور خدا بیزاری کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالنے کے لئے بھیجا ہے، ربنا اللہ کہنے اور اس پر جم جانے کے لئے بھیجا ہے۔

دیکھو دیکھو! انسان جانوروں سے بدتر ہوگئے ہیں، خدا سے سرکشی ہر طرف عام ہے اور انسانیت وشرافت سربازار رسوا ہیں، اللہ کو اللہ کہنے والوں کو سانس لینے کی گنجائش نہیں ہے۔ انسان اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگا ہے وہ عمل سے اس کا ثبوت دے رہا ہے اور اقتدار واختیار والے، ان خداؤں کے خدا بنکر ان پر بھی اپنی حکومت چلا رہے ہیں۔

بتاؤ کیا اس کے علاج کی ضرورت نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے اللہ نے ہمیشہ اس کا علاج کیا ہے اور جب بھی کہیں حالات خرابی کی حدود کو پار کرگئے، رب العالمین نے پیغمبر بھیجے جنہوں نے پھر مخلوق کو راہ ہدایت



# سیلاب کی تباہ کاریاں اور ہمارے اعمال

از۔ عبد الرؤف خاں رحمانی جھنڈانگری

دنیا کی قدیم ترین تاریخ ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ جب بھی زمین پر بسنے والوں نے تمرد وسرکشی کا وطیرہ اپنایا تو انھیں مختلف عذابوں میں گرفتار کیا گیا تاکہ ٹھوکر کھاکر کچھ سنبھل سکیں، لیکن جب اس پر بھی ان کا ضمیر بیدار نہ ہوا۔ دل کی سیاہی انہیں کچھ سوچنے پر مجبور نہ کرسکی تو اس سے بھی انہیں سخت عذاب میں گرفتار کیا گیا اور ان کے کرتوتوں کی انہیں سزا دی گئی چنانچہ اس سلسلہ میں ارشاد باری ہے۔

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون

(الروم)

(یعنی خشکی وتری میں جو فساد (تباہی) رونما ہوا ہے وہ لوگوں کے خود اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے تاکہ خداوند تعالیٰ لوگوں کو ان کے بعض کاموں کا مزہ چکھادے، ممکن ہے لوگ بھلائی کیطرف پلٹ آئیں۔)

آج برصغیر ہندوپاک میں سیلاب کی ہولناکیوں کے تذکرہ سے اخبارات کے صفحات سیاہ ہورہے ہیں خصوصاً ہندوستان کے دو صوبوں یو۔پی، اور بہار میں سیلاب نے جو تباہی مچا رکھی ہے اور جو قیامت برپا کی ہے وہ تحریر وبیان سے باہر ہے، یوپی کی حالت بہار سے بھی زیادہ نازک اور قابل رحم ہے، اودھ کے اضلاع بہرائچ، گونڈہ بلرام پور، اور بستی اور گورکھپور کے وہ علاقے جو دریائے راپتی و بوڑھی راپتی اور دریائے بان گنگا کے ساحل پر آباد ہیں، وہ زمانہ سیلاب میں ایک حشر خیز منظر پیش کررہے تھے، ان علاقوں کے جانی ومالی نقصانات کا صحیح اندازہ پیش کرسکنا بھی مشکل ہے۔ علاقہ بلرام پور کا آنکھوں دیکھا حال حافظ عبد المنان اثری شنکر نگری کی زبانی یہ ہے کہ:

"یا تو ۱۸ر اگست تک پانی کی قلت سے قطعی خشک سالی کا اندیشہ پیدا ہوچکا تھا یا پھر ۱۸ر اگست کی شام کو ایک چھوٹی سی بدلی اٹھی اور ابر وباراں کا جو یہ سخت سلسلہ قائم ہوا تو گھروں سے باہر نکلنا دشوار تر ہوگیا، ۲۰ر اگست ۱۹۶۹ء کو راپتی کی سطح کچھ ابھرتی نظر آئی، اور ۲۱ر کی دوپہر تک سیلاب نے طوفانی شکل اختیار کرلیا، اور شام تک انتہائی کرب واضطراب نے گھیر لیا تھا، شب میں ایک قیامت قائم ہوچکی تھی۔ ہر چہار طرف کہرام اور واویلا مچا ہوا تھا۔ پانی سانپ کی طرح دوڑتا چلا آرہا تھا اور گھروں میں بے تحاشہ داخل ہورہا تھا، لوگوں کو بھاگنے کی راہیں اور پناہ لینے کی جگہیں میسر نہیں آرہی تھیں، ۲۲ر کی صبح کو ہمارے سامنے تاحد نظر پانی ہی پانی تھا، ادھر سیل رواں کا زور، اوپر سے ابر وباراں کا سلسلہ اور جا بجا زیر زمین سے پانی کا اُبلنا، گویا طوفان نوح عود کر آیا تھا اور ہر شخص پر نفسی نفسی کا عالم تھا، ۲۱ر کی شب ہی سے شنکر نگر میں مکانات کے انہدام اور شور دریا کی خوفناک آواز سے کلیجے منھ کو آرہے تھے، راپتی کی پرشور اور طوفانی دریا میں چھپروں کے قطار بہتے چلے آرہے تھے، بعض بعض پر عورتیں مرد بچے بھی سوار تھے، اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر نکال لینے کے لئے فریاد کررہے تھے لیکن کون سنتا جبکہ ہر شخص کی جان پر بن آئی تھی، زندہ مویشی، اور انسانی وحیوانی لاشیں خس وخاشاک کی مانند تیر رہی تھیں، پانی کی سطح بڑی تیزی کے ساتھ بلند ہوتی چلی جارہی تھی، لوگ اپنی زندگیوں سے عام طور پر مایوس ہوچکے تھے اور اکثر قلوب نے باور کرلیا تھا کہ اب خدائی عذاب نے گھیرا ہے اور اب اس سے مفر نہیں ہے، اسی حال میں شام ہوگئی۔

۲۳ر اگست ۱۹۶۹ء کی صبح کو دیکھنے کی امید شاید ہی کسی کو رہی ہو، لیکن معلوم نہیں خدا کو اپنے کس خاص بندے کے حال زار پر رحم آگیا اور اسی کے طفیل رات کے کسی حصے میں رحمت کا نزول ہوا، اور ۲۳ر کی صبح آنکھ کھلی تو پانی اتر رہا تھا۔ ایمان آشنا لوگوں نے بزبان حال وقال برحمتہ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ کہا، شنکر نگر میں ڈھائی سو ۲۵۰ سے کچھ اوپر مکانات ڈھا گئے اور مکمل فصل برباد ہوگئی اس عظیم طوفان وسیلاب کے خاتمہ پر مولانا محمد اقبال صاحب رحمانی جھنڈانگر تشریف لائے تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ فصلوں کی تباہی کے علاوہ موضع کونڈؤ بونڈھیار کے ستر مکانات اسی طوفان کی نظر ہوئے اور مردہ ہاتھی اور شیر بھی بہتے ہوئے نظر آئے انا للہ الخ۔

اور اسی طرح مولوی عبد اللہ صاحب اعظمی کی روایت ہے کہ موضع ھرھٹہ میں کمر سے اوپر پانی سب گھروں میں داخل ہوگیا تھا، غرباء عوام کے مکانات گر رہے تھے۔ بائیس ۲۲ مکانات ان کے سامنے منہدم ہوچکے تھے، اناج وغلہ کی ڈھریاں سیلاب وطوفان میں گر کر برباد ہورہی تھیں، اب جو سیلاب ہٹا تو عام طور سے خبر آرہی ہے کہ کھیتوں میں جو کچھ کنواری فصل پیدا ہونے والی تھی وہ اور جڑھنی فصل کی بیٹھونی بھی سب پانی میں گل سڑ کر تہس نہس ہوگئی ہے۔ اور گھروں کے اناج غلہ، چاول دال وغیرہ سڑ کر سخت بدبو وتعفن پھیلا رہے ہیں۔

اخبار قومی آواز لکھنؤ ۴ر ستمبر ۶۹ء کی اشاعت میں درج ہے کہ ضلع بہرائچ میں گیارہ ہزار مکانات بہہ گئے گیارہ سو مویشی سیلاب میں مرگئے اور چار لاکھ اشخاص سیلاب سے متاثر ہیں۔

اسی اشاعت میں درج ہے کہ ضلع بستی میں سیلاب کی طغیانی سے فصل کی نقصان کا تخمینہ دو کروڑ ۵۶ لاکھ ۶۸ ہزار ہے اس ضلع میں ۴۸۶۶ مکانات تباہ وبرباد ہوگئے۔

(اخبار قومی آواز ۴ر ستمبر ۱۹۶۹ء)

نائب وزیر اعلیٰ کملاپتی ترپاٹھی نے سرکاری دورہ کے بعد یہ اعتراف کیا ہے کہ

سیلابوں سے اور بالخصوص راپتی ندی کی طغیانی نے اس سال غضب کر دیا عرصہ تک خشک سالی رہنے کے بعد اس سال ناگہانی مہیب سیلاب نمودار ہو گیا، بستی ضلع ..... سیلاب کی تباہ کاریاں دیکھ کر میں سخت پریشان ہوں۔ ضلع بستی کے صرف دو تحصیل نوگڑھ و مہداول میں تقریباً پانچ ہزار مکانات منہدم ہو گئے ہیں، بستی ضلع کا مشرقی خطہ سیلاب سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہے اور دھان کی فصلوں کو زبردست نقصان پہونچا ہے۔

وزیر اعظم اندرا گاندھی نے مشرقی یوپی کے سیلابی علاقوں کا فضائی دورہ کیا اور سرکاری جائزہ کے مطابق ضلع بہرائچ میں تین لاکھ ۵ ہزار ایکڑ زمین اور چھ سو مواضعات کو نقصان پہونچا، اور تین لاکھ ۶۳ ہزار افراد متاثر ہوئے۔

ضلع گونڈہ میں ایک لاکھ ۳۰ ہزار ایکڑ زمین اور ۳۲۱ مواضعات راپتی کے سیلاب سے متاثر ہوئے۔

ضلع بستی تحصیل ڈمریا گنج اور خلیل آباد میں ۴ لاکھ ۵۳ ہزار ایکڑ زمین غرقاب تھی، راپتی اور گھاگھرا کے شدید طوفانی سیلاب نے سارے علاقہ کو جھیل میں منتقل کر دیا تھا اور ۲۵۰ مواضعات کو شدید نقصان پہونچا ہے جس کے نتیجہ میں ۱۶ لاکھ ۶۲ ہزار افراد متاثر ہوئے۔

ضلع گورکھپور میں سیلاب سے نو سو مواضعات متاثر ہوئے اور دو لاکھ ۴۰ ہزار افراد تباہ و پریشان ہوئے۔

(سیاست جدید کانپور ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء)

سیاسی لیڈر مولانا عبد القیوم صاحب رحمانی کا بیان ہے کہ اس عظیم سیلاب سے فی موضع ایک لاکھ روپیہ کی متوازی فصل برباد ہو گئی، صرف اٹوا کے علاقہ میں ایک کروڑ کا نقصان ہوا ہے، پورے ضلع بستی میں پانچ کروڑ مالیت کی فصل جڑھنی برباد ہوئی ہے۔ یہ غیر سرکاری رپورٹ ہے۔ اور تجربہ کار کسانوں، اور پردھانوں کا اندازہ ہے کہ پورے یوپی میں اربوں کی فصل برباد ہوئی ہے۔

اس وقت جبکہ مواضعات سے سیلاب ہٹا ہے اور کسانوں نے اپنے بٹھائے ہوئے فصل کا وحشت ناک اثر اور ہولناک منظر دیکھا ہے تو اب کہرام مچا ہوا ہے کیونکہ نہ گھر میں اب غلہ رہ گیا ہے اور نہ بچے بچائے جانوروں کے لیے کہیں سے چارہ بھوسہ میسر ہو رہا ہے، پانی کے ٹک جانے کی وجہ سے گھاس میں بھی سخت بدبو پیدا ہو گئی ہے، عجیب وحشتناک و المناک حالات سامنے ہیں۔

یہ تو ایک خاص مقام کا منظر ہے معلوم نہیں کتنی بستیاں نذر طوفان ہو گئیں اور اہل بستی نیست و نابود و بے نام و نشان ہو گئے۔ ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

## ایک سیلاب زدہ کی دردناک کہانی

یہ بھیانک داستان اور دلدوز حادثہ جس انسان کے ساتھ پیش آیا ہے وہ اترولہ ضلع گونڈہ کے قریب ایک دیہات گلر ہا گھاٹ کے باشندے ہیں، اپنا نام انہوں نے منصور علی شاہ بتایا ہے یہ دل ہلا دینے والی داستان خود انہی کی زبانی سنئے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ ۲۲ اگست ۶۹ء بروز سنیچر ہم بڑے ہی اطمینان سے اپنے بستروں پر آرام فرما تھے تقریباً ۳ بجے شب میں ہماری چارپائی یکایک تھپیڑے کھانے لگی — میں ہڑبڑا کر چارپائی سے نیچے اترا — اترتے ہی میں بھی پانی میں بری طرح تھپیڑے کھانے لگا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کوئی مستقر میسر آجائے، لیکن مجھے کوئی مضبوط چیز نہ مل سکی جسے پکڑ سکتا، اندھیرا بھی غضب کا تھا، روشنی ہوتی تو شاید کچھ تگ و دو بھی کرتا، لیکن نہیں، میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا میں یوں ہی تھپیڑے کھاتے کھاتے ایک درخت سے جا کر ٹک گیا۔ درخت میں نے پوری قوت سے تھام لی اور پوری طاقت سے اوپر چڑھ گیا۔ اسی طرح رات بسر ہو گئی ۵ بجے صبح جب کچھ روشنی نمودار ہوئی تو پانی پورے شباب پر تھپیڑے لے رہا تھا، اور ہم حیات و زیست کی کشمکش میں مبتلا یہ دلخراش منظر دیکھتے رہے۔

شاید پانی کے تھپیڑوں نے میرے مکان کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔ اُف یہ دو منزلہ مکان جس میں میرے والدین دو نوجوان بھتیجے اور میرا نو عمر اکلوتہ بچہ، میری بیوی، اور ایک نوکر محبوس تھے۔ تقریباً صبح ۶½ بجے میرے آنکھوں کے سامنے دھڑام سے زمین پر آرہا تھا، اور پانی کے طوفانوں میں ڈوبتا چلا گیا میں یہ دلخراش منظر دیکھنے کی تاب نہ لا سکا، پھر درخت پر بے ہوش مردوں کی طرح اٹک گیا اور ۴۸ گھنٹے ہم پر یہی کیفیت طاری رہی، جب اس کے بعد ہمیں اتار کر سرکاری کشتی کے ذریعہ تلشی پور ہسپتال پہونچا دیا گیا، پانچ دن تک ہسپتال میں رہا، ہسپتال سے نکلنے کے بعد گھر جا کر دیکھا تو گھر کی بربادی پر آنسوؤں کے قطرات بہا کر رہ گیا۔ اب دل میں صبر و قرار نہیں ہے۔ ایک بیقراری و بے چینی ہے۔

نوجوان نے مزید یہ بھی بتایا کہ ساڑھے تین سو بیگھہ آراضی کی فصلیں بری طرح تباہ و برباد ہوئیں ہم بمبئی میں رہتے رہے پانچ سال کے بعد وطن آئے تھے، خیال تھا کہ کھیتی کے لئے ٹریکٹر خریدیں گے، ٹیوب ویل کا انتظام کریں گے اس کام کے لئے ہم ۷۵ ہزار روپئے کا کیش اپنے ساتھ لائے تھے۔

ہمارے پاس بمبئی میں دو ہوٹل ہیں، ایک پوبی ریسٹورنٹ جو سورتی محلہ میں ہے دوسرا بمبئی ہند ریسٹورنٹ جو ناک پارہ سنان تالاب میں ہے۔ ان ہوٹلوں سے مجھے دو ہزار کی آمدنی حاصل تھی، اس وقت ہم یہ ہوٹل کنٹریکٹ پر دے آئے تھے۔

میں نے پوچھا کہ پھر آپ بمبئی کیوں نہیں چلے جاتے، جواب دیا کہ بمبئی کس کے لئے جاؤں، بمبئی کی دولت میرے لئے دولت نہیں موت کا ایک پیغام ہے، یہ کہتے ہی اس کی آواز رندھ گئی۔ ہم نے اس کے زخموں کو مزید کریدنا نہ چاہا اور خاموش ہو گیا، اس کے مکان وغیرہ پر اس وقت پولیس کا پہرہ ہے۔

(باقی آئندہ)

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

کا مطالعہ کیجئے اور اس کی اشاعت میں حصہ لیجئے



تاریخ کے آئینہ میں

# "فاتح اردن"

## شرجیل بن حسنہ الکندی رضؓ

ترجمہ
انیس احمد ندوی

نسب نامہ — شرجیل بن الکندی بن عبد اللہ بن المطاح بن عمرو بن کندہ، ابو عبد اللہ کنیت اور ماں کا نام "حسنہ" ہے، چونکہ ان کے والد صاحب کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا اس لئے وہ ماں کی طرف منسوب ہو کر "بن حسنہ" کے نام سے مشہور ہو گئے، ان کا وطن "یمن" ہے۔

اسلام — حضرت شرجیل رضؓ ہجرت سے پہلے مکہ ہی میں ایمان لا چکے تھے اور حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں بھی وہ شریک تھے، ان کا شمار اکابر صحابہ میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی غزوات میں شرکت کی تھی۔

جہاد، مرتدین سے جنگ — ابوبکر صدیق رضؓ نے عکرمہ بن ابو جہل کو ایک لشکر کا امیر بنا کر "مسیلمہ کذاب" کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا، پھر عکرمہ کی روانگی کے فوراً ہی بعد شرجیل رضؓ کو روانہ کیا، لیکن عکرمہ نے اپنے دشمن پر حملہ کرنے میں بہت جلدی کی تاکہ "مسیلمہ کذاب" کے قتل کا سہرا ان کے سر بندھے لیکن عجلت اور جلد بازی کی وجہ سے ان کو اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔

حضرت شرجیل ابھی راستہ ہی میں تھے کہ حضرت ابوبکر رضؓ کا خط ان کو ملا کہ آپ جہاں ہیں وہیں ٹھہر جائیں جب تک کہ دوسرا حکم نہ ملے، پھر حضرت خالد رضؓ کے "یمامہ" کی طرف روانگی سے چند دن پہلے ان کے پاس یہ حکم بھیجا کہ جب حضرت خالد رضؓ آپ کے پاس پہونچیں تو ان کو لیکر آپ "قضاعہ" پہونچ جائیے۔ پھر آپ اور عمرو بن عاص رضؓ اکٹھا دشمن پر حملہ کر دیں۔ لیکن شرجیل رضؓ نے بھی عجلت سے کام لیا تو ان کو بھی اسی طرح ناکامی ہوئی جیسے کہ اس سے قبل عکرمہ رضؓ کو ہو چکی تھی۔ جب خالد رضؓ آئے تو ان کو اس عجلت پسندی پر ملامت کی۔

حضرت خالد رضؓ "مسیلمہ" کی طرف چل پڑے، اس وقت وہ مقدمۃ الجیش کے سردار تھے، شرجیل رضؓ بھی ان کے ساتھ تھے اس جنگ میں جس گروہ کو "مسیلمہ" کی طرف سے سب سے زیادہ نقصان پہونچا تھا اس گروہ کی سرداری شرجیل رضؓ کر رہے تھے اسی لئے ان کو اس معرکہ میں بہت سخت جانفشانی کرنی پڑی تھی۔

سرزمین شام میں جنگ — حضرت شرجیل رضؓ مسیلمہ کے فتنہ کو ختم کرنے کے بعد بھی حضرت خالد رضؓ کے ساتھ تھے، اور حضرت خالد رضؓ کے ساتھ "عراق" کی طرف گئے تھے۔ اور عراق میں ۱۲ھ کی مدت میں جتنے معرکے پیش آئے ان سب میں شرجیل رضؓ خالد رضؓ کے ساتھ دوش بدوش لڑتے رہے۔

جب حضرت شرجیل رضؓ حضرت خالد رضؓ کے پاس سے ایک وفد کے ساتھ حضرت ابوبکر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابوبکر رضؓ نے ان کو شام کا "حاکم" بنا دیا۔ اور "شام" میں ۱۳ھ میں مسلمان لشکر کے قائدین میں سے ایک حضرت شرجیل رضؓ بھی تھے۔ "تبوک" کی روانگی کے وقت شرجیل رضؓ کے ساتھ تین ہزار (۳۰۰۰) آدمی چل پڑے تھے۔ ابوبکر رضؓ برابر مدد کے لئے فوج بھیجا کرتے تھے، یہاں تک کہ شرجیل رضؓ کے ساتھ سات ہزار پانچسو (۷۵۰۰) آدمی ہو گئے۔ ابوبکر رضؓ نے حضرت شرجیل رضؓ کو "اردن" کا "والی" مقرر کر دیا تھا۔

قریب تھا کہ مسلمانوں کا لشکر "شام" تک پہونچ جاتا کہ "ہرقل" نے اپنا لشکر تیار کر کے مسلمانوں کے مقابلہ میں روانہ کر دیا تاکہ وہ ان کو مشغول کر دیں اور "روم" کے سامنے جو مسلمان لشکر ہے وہ کمزور ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، لیکن مسلمان سربراہوں نے ہرقل کو اس کا موقع ہی نہیں دیا۔ اسلئے کہ انھوں نے عمرو بن عاص رضؓ کے پاس خط لکھ کر مشورہ طلب کیا تو انھوں نے ان لوگوں کو "یرموک" میں اکٹھا ہونے کا حکم دیا — ابوبکر رضؓ نے بھی اس رائے کی تائید کی۔

حضرت خالد رضؓ نے "یرموک" کی فیصلہ کن جنگ میں مہاجرین و انصار میں سے جن ۱۰۰ بہادر نوجوانوں کو منتخب کیا تھا ان میں سے ایک حضرت شرجیل رضؓ بھی تھے۔ ان میں سے ہر ایک شہسوار تھا اور بذات خود وہ ایک لشکر معلوم ہوتا تھا۔ اور جب گھمسان کی لڑائی ہوئی تو انھیں جنگجو اور بہادر سپاہیوں نے ابتدا ہی میں رومیوں کے حوصلے پست کر دیئے، حضرت شرجیل رضؓ اس معرکہ میں میمنہ کے گھوڑ سوار دستوں میں سے ایک کی قیادت کر رہے تھے، روم پر مسلمانوں کی "فتح" میں حضرت شرجیل رضؓ کا بہت زیادہ ہاتھ تھا۔

جب "بصریٰ" صلحاً فتح ہوا تو اس میں بھی خالد بن ولید، ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ شرجیل رضؓ شریک رہے پھر "فلسطین" میں عمرو بن عاص رضؓ کی مدد کے لئے سب لوگ روانہ ہو گئے۔ اور مقام "اجنادین" میں نزول ہوا یہیں دونوں گروہ میں مڈبھیڑ ہوئی اور مسلمان رومیوں پر غالب آگئے۔

فاتح کی حیثیت سے — حضرت ابو عبیدہ رضؓ مقام "فحل" کی طرف روانہ ہو گئے، فوج کے اگلے دستہ کی قیادت خالد بن ولید رضؓ اور بقیہ لوگوں کی قیادت شرجیل رضؓ کر رہے تھے۔ داہنے اور بائیں دستہ کی قیادت ابو عبیدہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کر رہے تھے مسلمانوں نے فحل والوں کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ بہت طویل پکڑ گیا تو انھوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ ایک دن اور دو رات بہت ہی گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

رومیوں کے اس اچانک حملہ کو ناکام بنا دینے کا شرف حضرت شرجیل رضؓ کے حصہ میں آیا جو کہ دن رات برابر جاگتے رہتے تھے۔ ہر وقت ہوشیار رہتے تھے اگر اتنی احتیاط سے کام نہ لیتے تو یہ اچانک رومیوں کا ہجوم مسلمانوں کی شکست کے لئے کافی تھا۔

جب شرجیل رضؓ "فحل" کے معرکہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو لے کر "بیسان" کی طرف روانہ ہو گئے، ان کے ساتھ عمرو بن عاص رضؓ بھی تھے تو وہاں کے لوگ قلعہ میں محصور ہو گئے، کچھ دن تک شرجیل رضؓ محاصرہ کئے رہے لیکن خود "بیسان" ہی والوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مگر انھیں کو شکست ہو گئی، جو باقی رہ گئے ان سے شرجیل رضؓ نے صلح کر لی۔ جب "طبریہ" کے لوگوں کو "بیسان" کی خبر معلوم ہوئی تو انھوں نے بھی حضرت شرجیل رضؓ سے صلح کر لی۔

اس طرح حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ نے پورے "اردن" کو فتح کر لیا۔

## انسان کی حیثیت سے

حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کبار صحابہؓ میں سے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک وفد کے ساتھ "مصر" کیطرف روانہ کیا تھا۔ لیکن ابھی وہ مصر ہی میں تھے کہ آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ قریش کے بڑے شریف لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ وہ حق بات کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔

ایک مرتبہ جب شام میں "طاعون" پھیل گیا تھا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ دیتے ہوئے فرمایا — یہ طاعون ایک نجس مرض ہے اس لئے تم لوگ دوسری گھاٹیوں اور وادیوں میں چلے جاؤ۔ جب یہ بات شرجیل رضؓ کو معلوم ہوئی تو بہت برہم ہوئے اور اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے اور اپنا جوتا ہاتھ ہی میں لٹکائے ہوئے بھاگے آئے اور کہا — "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف پایا ہے اور عمرو رضؓ حد سے زیادہ بھولے بھالے معلوم ہوتے ہیں، یہ "طاعون" تو تمہارے رب کی رحمت ہے، تمہارے نبی کی دعوت ہے۔ اور تم سے پہلے صالحین کی وفات کا سبب بن چکا ہے۔

## قائد کی حیثیت سے

حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو پہلی ہی قیادت میں جو ٹھوکر لگی تو پھر وہ ہمیشہ کے لئے سبق بن گئی، "یمامہ" کے معرکہ میں جلد بازی سے کام لے کر مسیلمہ کذاب سے جنگ چھیڑنے پر انھیں ناکامی کا سامنا ہوا تو پھر وہ ہمیشہ کے لئے ہوشیار، محتاط، اور بیدار مغز ہو گئے اور بہت سوچ سمجھ کر اطمینان سے کام کرنے لگے۔

یمامہ کی جنگ میں جو عبرتناک لغزش ہوئی تھی اس کے بعد اتنے ہوشیار ہو گئے تھے کہ جنگ سے پہلے تمام تر قوت اکٹھا کر لیتے تھے اور تمام انتظامی امور مکمل کر لیتے تھے جنگ سے پہلے جتنی معلومات و اطلاعات فراہم ہو سکتیں فراہم کر لیتے، اس احتیاطی تدابیر اور لغزش سے عبرت حاصل کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے پورے اردن، یا اردن کے اکثر و بیشتر حصے کو فتح کر لیا۔

## تاریخ کی روشنی میں

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جہاد کیا ہے۔ ابوبکرؓ کے زمانے میں "مرتدین کی جنگ" میں شریک رہے اور "اردن" کے تمام علاقے کے "فاتح" کے نام سے تاریخ ان کو یاد کرتی ہے۔ تاریخ کے لحاظ سے یہی کیا کم ہے کہ وہ "فاتح اردن" ہیں اور رومیوں کو مغلوب کرنے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ مفتوحہ علاقوں میں اسلام کی اشاعت بھی خوب کی۔ وہ عقیدہ راسخہ۔ اعلیٰ درجہ کا کنٹرول کے مالک تھے۔ شجاعت و حوصلہ مندی کے پیکر تھے۔ پختہ رائے اور قوی ارادہ کے مالک تھے۔ وہ سچے و مخلص و مومن تھے۔ متقی، پاک نفس، کریم، مہمان نواز، روشن ضمیر، خوددار اور غیور تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے روایت بھی کی ہے، قرأت و کتابت بہت بہترین جانتے تھے اسی لئے وہ کاتب وحی بھی تھے۔ ان کا ماضی بھی روز روشن کی طرح تابناک تھا۔

ان کی وفات طاعون ہی کے مرض میں ۱۸ھ میں ہوئی ۶۷ سال کی عمر پائی یعنی ان کی پیدائش ۴۹ برس ہجرت کے قبل ہوئی تھی۔

# بزمِ کائنات

(از: عبدالوہاب حجازی)

یہ کہہ رہے ہیں ملائک کے داغہائے سجود — فقط ہے ذات تری کائنات کا مقصود

فضا کی جھیل میں یہ تیرتا ہوا مہتاب — یہ گرم سیر کواکب کا قافلہ جوں حباب

تری حیات کا تحفہ یہ ضوفشاں خورشید — فلک کی گود میں یہ جھومتا ہوا ناہید

یہ غرق کیف گھٹائیں یہ رس بھرے بادل — یہ محو رقص ہوائیں نفیس، پاک، سجل

یہ بر و بحر و شجر یہ حجر یہ شام و سحر — نگاہِ فکر کشا سوئے کائنات مگر

ہر ایک شئی کے لگا پوکار از تو ہی ہے — اس انجمن میں فقط اک ایاز تو ہی ہے

تری جناب میں آخر یہ عرشیوں کے سجود — سنا ہے تیرے لئے کائنات کا ہے وجود

کہوں یہ کیسے کہ ہے ذات تیری بے مقصود — ترے لئے یہ ستارے یہ آسمانِ کبود

نگاہ خالقِ اکبر کا مدعا تو ہے

جہاں میں عدل کی کشتی کا ناخدا تو ہے

## مسجد اقصیٰ

عبدالمتین نیاز

تری غفلت سے کہیں یہ روز روشن ڈھل نہ جائے

پھر کوئی تاریکیوں کا وار تجھ پر چل نہ جائے

مسجد اقصیٰ کے جلتے بام و در کی ہے پکار

قوم مسلم جاگ کعبے کی رِدا بھی جل نہ جائے



# فقہی مسائل

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں کہ:

۱۔ ہم لوگ تجارت کرتے ہیں اور بڑے بڑے تاجروں سے سال بھر مال لاتے رہتے ہیں جب پورا سال ہو جاتا ہے تو ہم ان تاجروں کا کل حساب کرتے ہیں اور ان کے روپئے کی ¾ یعنی پچھتر فیصدی رقم ادا کر دیتے ہیں صرف ایک چوتھائی باقی رہتی ہے وہ بھی اس لئے کہ ہمارا روپیہ بھی چھوٹے چھوٹے تاجروں کے ذمہ باقی رہتا ہے اور دوکان میں مال بھی باقی ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ ہمارا روپیہ دوسروں کے ذمہ اور دوسرے تاجروں کا قرض ہمارے ذمہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں ہم اپنے مال تجارت اور روپئے کی رقم کس طرح ادا کریں اگر اس وقت زکوٰۃ کا روپیہ ہم نہ نکالیں، اور وقتاً فوقتاً پچاس پچاس روپئے ادا کرتے رہیں تو زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

## الجواب

حامداً و مصلیاً۔ جو روپیہ آپ کے ذمہ تاجروں کا قرض رہتا ہے اس کو الگ کر کے باقی روپیہ اور مال تجارت کی زکوٰۃ نکال دیں لیکن جو روپیہ آپ کا دوسرے تاجروں پر ہے اس کی زکوٰۃ بھی آپ پر واجب ہے ادائے زکوٰۃ وصول ہونے پر کر سکتے ہیں، اگر آپ نے زکوٰۃ کا روپیہ زکوٰۃ کی نیت سے الگ نہیں کیا ہے تو جس وقت آپ پچاس پچاس روپیہ کسی مستحق کو زکوٰۃ کی نیت سے ادا کریں تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکماً کما لو دفع بلا نیۃ ثم نوی والمال قائم فی ید الفقیر الخ جاز۔ اھ درمختار۔ فقط۔ خطیب احمد ندوی عفی عنہ

## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) فاطمہ کے پاس سونے چاندی کے زیورات ہیں لیکن کچھ بھی نقد روپیہ نہیں ہے کہ وہ ان زیورات کی زکوٰۃ ادا کرے زکوٰۃ چار سال کی فاطمہ کے ذمہ باقی ہے۔ فاطمہ جب اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ زیور بیچ کر زکوٰۃ ادا کروں تو وہ منع کرتے ہیں تو فاطمہ یہ کہتی ہے کہ تم مجھکو اتنا روپیہ دو کہ میں زکوٰۃ ادا کروں یا تم خود زکوٰۃ ادا کر دو تو شوہر یہ جواب دیتے ہیں کہ ادا کر دینگے کیا جلدی ہے اب وضاحت طلب یہ بات ہے کہ کیا فاطمہ اپنے زیورات کو بغیر اجازت شوہر فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) سونے چاندی اور نقد روپیہ کا نصاب کیا ہے اگر کسی شخص کے پاس ۳۰۰/- تین سو روپیہ ہیں تو کیا وہ صاحب نصاب ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس تھوڑی چاندی اور تھوڑا سونا ہے تو وہ صاحب نصاب کس طرح ہو گا۔ بینوا و توجروا۔

## الجواب

(۱) حامداً و مصلیاً۔ اگر وہ زیور شوہر کا بنوایا ہوا یا دیا ہوا ہے جو اس نے فاطمہ کو صرف استعمال کے لئے دیا ہے مالک نہیں بنایا ہے۔ تو اس کی زکوٰۃ شوہر پر واجب ہو گی اگر شوہر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا تو وہ گنہگار ہو گا عورت گنہگار نہ ہو گی۔ لیکن اگر وہ زیورات فاطمہ کے والدین نے اس کو جہیز میں دیئے ہیں یا فاطمہ کو ترکہ و میراث میں ملے ہیں تو فاطمہ ان زیورات کی مالک ہے ان میں سے کچھ حصہ فروخت کر کے وہ زکوٰۃ ادا کرے اس کے لئے شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں اگر زکوٰۃ ادا نہ کرے گی تو وہ گنہگار ہو گی — الزکوٰۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصاباً ملکاً تاماً وحال علیہ الحول۔ اھ ھدایہ

(۲) سونے کا نصاب ساڑھے سات (۷½) تولہ (۸۷ گرام ۴۸ سینٹی گرام) اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام ۳۵ سینٹی گرام) ہے اور اگر صرف نقد روپیہ ہے تو اتنا ہو کہ جو چاندی کے نصاب کی قیمت کو پہونچ جائے چاندی کا نرخ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اسی لئے بازار میں معلوم کر لیں کہ ۳۰۰/- تین سو روپے کی ساڑھے باون تولہ چاندی آسکتی ہے یا نہیں اگر آسکتی ہے تو زکوٰۃ سال پورا ہونے کے بعد واجب ہو گی — اگر تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہے تو اگر سونے کی قیمت چاندی کی قیمت میں شامل کرنے سے چاندی کا نصاب مکمل ہو جاتا ہو تو ایسا شخص صاحب نصاب ہو جائیگا۔ فقط خطیب احمد ندوی عفی عنہ

## استفتاء

جناب مفتی صاحب مندرجہ ذیل مسائل کا حکم شرعی بیان فرمائیں۔

(۱) ڈاک خانہ یا بینک میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس میں جو سود ملتا ہے وہ کس کام میں لایا جا سکتا ہے کیونکہ سود لینا حرام ہے۔

(۲) اس جمع شدہ رقم سے گورنمنٹ تجارت کرتی ہے اور منافع کی شکل میں دیتی ہے وہ روپیہ غرباء و مساکین کو دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) سود لینا گناہ ہے سود لے کر غرباء مساکین کو دینا ثواب ہے اس طرح سے گناہ اور ثواب کون زائد ہے۔

(۴) یہ سود لینا جائز ہے یا نہیں اور کس کس کو دیا جا سکتا ہے۔

(۵) اگر کافی رقم سود کی ہو جائے تو کسی غریب رشتہ دار کو دے کر تجارت کرائی جا سکتی ہے یا صرف اس کے اخراجات و ضرورت کے لئے دی جا سکتی ہے۔

(۶) جس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اس کو یہ رقم سود کی دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

## الجواب

(۱) ھو المصوب۔ اگر لے لیا ہے تو کسی غریب فقیر کو دے دینا چاہیئے۔

(۲) غرباء و مساکین کو دیا جا سکتا ہے رقم جمع کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہ رقم خود استعمال کرے۔

(۳) غرباء و مساکین کو ثواب کی نیت سے نہیں دیا جا سکتا بلکہ خبیث مال کو اپنی ملکیت سے خارج کرنے کیلئے دیا جاتا ہے۔

(۴) احتیاط تو اسی میں ہے کہ نہ لیا جائے لیکن بعض علماء کی رائے کے مطابق لینے کی گنجائش ہے لینے کی صورت میں صرف

مسلسل

# یروشلم

(ساتواں منظر)

از: خاور شناس

امت مسلمہ کی وحدت کی بنیاد توحید و رسالت قرار دی جائے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک سارے عالم اسلام میں چلائی جائے اور قومیت و وطنیت کے مغربی نظریات پر وحدت ملی کے تصورات کو فاسد قرار دیا جائے۔

بلاد اسلامیہ کی ایک دولت مشترکہ قائم کی جائے جس کی رکنیت عالم اسلام کے لئے عام ہو ہر سال سربراہان ممالک اسلامیہ کی کانفرنس طلب کی جائے اور حروف تہجی کے اعتبار سے مسلم ممالک کا انتخاب ہو جہاں یہ کانفرنس طلب کی جا سکے

اس اسلامی دولت مشترکہ کا ایک انتظامی ادارہ متحدہ ملت اسلامیہ کے نام سے قائم کیا جائے جو عالم اسلام کی فلاح و بہبود ترقی اور فروغ کا مشترکہ اور متحدہ ادارہ ہوگا۔ اور جسمیں غیر ملکی رشتہ داریوں کی گنجائش نہ ہوگی اس یونین کے ماتحت حسب ذیل شعبے قائم کئے جائیں:۔

**کامن مارکٹ** مغربی استعماریت اور احتیاج سے نجات کے لئے اور معاشی خوش حالی اور فارغ البالی کے پیش نظر عالم اسلام کا ایک متحدہ تجارتی راستہ ہموار آپس میں ایک دوسرے ممالک میں اتحاد و تعاون ہو ایک عالم اسلام کا بینک ہو جو پس ماندہ ملک کی تجارت و زراعت کو فروغ دینے میں مدد گار ثابت ہو سکے قدرتی اور فطری وسائل پہلے عالم اسلام کی بہبود کے لئے صرف کئے جائیں اس کے بعد ان کا سودا غیر مسلم حلقہ سے کیا جائے۔

**سائنس اکیڈمی اور ریسرچ سنٹر** عالم اسلام میں سائنسی معلومات کو عام کرنے اور نئی تحقیقات کی اشاعت کے لئے UNO کے ماتحت ایک تعلیم تربیتی مرکز قائم ہو جو تمام مسلم ممالک میں سائنس اکیڈمی اور ریسرچ سنٹر کی مدد کر سکے اور پس ماندہ ممالک اسکی اشاعت کے لئے ہر ممکن تعاون کر سکے۔

جدید سائنسی معلومات میں نئی دنیا اور عہد نو کی رفتار سے قریب لانے کی سعی کرے نیز اسلاف کے سرمایہ کی سراغرسانی کی جائے جسمیں سائنس کے بیشمار معلومات مثلاً عالم افلاک نجوم، جغرافیا تجربی، جہازرانی وغیرہ کے بنیادی تصورات ترقی یافتہ صورتوں میں موجود ہیں۔ اس طرح ماضی اور حال سے مدد لیکر روشن مستقبل کی داغ بیل ڈالی جائے۔

**علمی و ثقافتی روایات کا احیاء** اسلام کی دولت مشترکہ کے زیر نگرانی علمی و ثقافتی روایات کے احیاء کے لئے ایک منظم ادارہ قائم کیا جائے جو خالص اسلامی اقتدار کی اشاعت میں معین و مددگار ثابت ہوں۔ نفع بخش قدیم معلومات اور جدید علم جسمیں امتزاج ہو ایک ملک کے ثقافتی مشن دوسرے ملک کا دورہ کریں اور خالص اسلامی ذہن کے ساتھ دور جدید کی تبدیلیوں کا حل پیش کیا جائے۔

روایات کا احیاء جہاں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے وہاں تقلید کی غلامانہ زندگی سے نجات بھی دیتا ہے۔ علمی تحقیقات کے بڑے بڑے مراکز قائم کئے جائیں ہر ملک میں نظام تعلیم میں اسلامی نقطہ نظر سے تبدیلی کی جائے اور مذہبی تقلیدی ذہنیت سے نجات حاصل کی جائے۔

**عسکری تربیت و سلح سازی** بقاء اور دفاع کے لئے ہر قوموں کے دست نگری اختیار ایک طرف جہاں بقاء کو معرض خطر میں ڈالتی ہے دوسری طرف دفاع کی قوتوں کو بھی مفلوج کر دیتی ہے لہذا بقاء اور دفاع کے لئے تمام مسلم ممالک متحدہ ہوں جدید تکنک کے مطابق عسکری تربیت کا آغاز ہو۔ اور عسکری تربیت اسلامی روح کے بغیر نہ کی جائے کیونکہ لامقصدیت کی تربیت عسکری کردار میں وہ توانائی پیدا نہیں کر سکتی جو مقصدیت کی تربیت کر سکتی ہے

جدید اسلحات کے بغیر جدید تربیت بیکار ہے لہذا جدید عسکری تربیت کے ساتھ عالم اسلام اسلحہ سازی کی طرف توجہ کرے اور قدرت کی بخشی ہوئی نعمت تیل پٹرول اور لوہے وغیرہ وغیرہ کا سودا بیرونی اقوام کے ہاتھوں کرنے کے بجائے بلاد اسلامیہ کی بقاء اور دفاع کے لئے کیا جائے اسلحہ سازی کی انڈسٹری قائم کی جائے بڑے اسلامی ممالک چھوٹے ملک کو اسلحات فراہم کریں اور جلد سے جلد اسلامی ممالک مسیحی مغرب کی محتاجی سے نجات حاصل کریں۔

**بین الاقوامی اسلامی عدالت** اسلامی دولت مشترکہ کی ایک بین الاقوامی اسلامی عدالت قائم کی جائے جہاں آپس کے اختلافات کا تصفیہ ہو سکے اور مسلم ملک کے چیدہ منصف اس عدالت کے جج مقرر ہوں اور جنکے فیصلے فریق پر واجب الاطاعت ہوں اس عدلیہ کا بنیادی مقصد مغرب کی ریشہ دوانیوں سے نجات کا حصول اور استعماری طاقتوں کی منافقانہ کارروائیوں اور ایک مسلم ملک کا دوسرے کے خلاف بھڑکانے اور اکسانے کے ناپاک عزائم کا خاتمہ ہو سکے۔

**کاروان خیال** قرارداد کی منظوری کے بعد میزبان مجلس مذاکرہ کے خاتمہ کا اعلان کرتا ہے سامعین کے ساتھ میزبان عرب صاحبان اور مقررین ایک کے بعد ایک جلسہ گاہ سے نکل رہے ہیں۔ عرب صاحبان، مقررین اور میزبان خیالات کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں نگاہیں جھکی ہیں اور تخیل مسلسل فکر کے تاروں کو گدگدا رہا ہے۔

## مصادر و ماخذ پر اشارے اور تبصرے

### مستشرقین اور اصول نقد و جرح

مستشرقین یا علماء یہود و نصاریٰ اسلام سے کبھی خوش اور مطمئن نہ تھے اور نہ ہیں۔ وہ صرف قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے منکر ہیں۔ بلکہ اسلام کہ مذہب ہی تسلیم نہیں کرتے اسلام ان کے نزدیک عیسائی اور یہودی روایات کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور قرآن محمدؐ کی تصنیف ہے، اسی متعین ذہن و خیال کی ترجمانی خوانندہ مستشرقین دوران کے بڑے بڑے نام دنہاد اسلامک ریسرچ سنٹرز عرصہ دراز سے کرتے آرہے ہیں۔ البتہ ہر دور میں نئے چولے بدل کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ہر دور کے مزاج و مزاج کے مطابق اصطلاحات گڑھتے ہیں تاکہ عالمی کی نفسیات کو زائد سے زائد کہر آلود کیا جا سکے۔

الفاظ یا اصطلاحات کے صرف معنی نہیں ہوتے ان کی اپنی زندگی بھی ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایک لفظ یا اصطلاح کے استعمال سے ایک پوری فضاء اپنی تاریخ، سیاق و سباق عمل اور ردعمل کے ساتھ ذہن میں ابھر آتی ہے۔ سامع اور قاری ان الفاظ کو سنتے اور پڑھتے ہی اپنی ذہنی فضاء ہموار کر لیتا ہے مثال کے طور پر اشتراکی انقلاب کا نام لیتے ہی ایک پورا تاریخی دور اپنی تبدیلیوں، خوبیوں اور خرابیوں

(باقی صفحہ)



طلبہ کا صفحہ

# غفلت کے بھیانک نتائج

از: عبید الرحمٰن سنبھلی

۱ــــ مٹھی بھر اسرائیلیوں کے ہاتھوں عربوں کی ذلت آمیز شکست اور اس شکست کا بدلہ لینے سے عربوں کی مسلسل عاجزی۔

۲ــــ ہندوستان میں مسلمانوں کے جان و مال پر فرقہ پرستوں کی آئے دن یورش۔

۳ــــ مسجد اقصیٰ میں آتشزدگی کی روح فرسا واردات۔

ان تابڑ توڑ دل خراش حادثوں کی کیا وجہ ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو یقیناً ہر صاحب فہم و ضمیر کے دل و دماغ میں ہمہ وقت گردش کرتا رہتا ہے اس سوال کے جواب کے لئے کسی فلسفیانہ بحث، منطقی دلائل یا قانونی نکتوں کی چنداں ضرورت نہیں ــــ سیدھی سی بات ہے کہ ہم نے اپنے خالق حقیقی سے جو تعلق رویہ اختیار کر رکھا ہے اور جس طرح اس کے احکام کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ یہ سارے ذلت آمیز واقعات اسی غفلت، سرکشی اور بدکرداری کا نتیجہ ہیں۔

ہم نے خدا کی عظمت، برتری اور یہاں تک کہ نہ صرف اس کی ذات کو فراموش کر دیا بلکہ ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس کائنات کو ہمیشہ قائم رہنے والی سمجھ کر انسان ہی کی پرستش شروع کر دی۔ کچھ لوگ دولت و ثروت کے انبار میں کھو گئے، ایک طبقہ نے مایوسی اور نامرادی کا شکار ہو کر عزت و حشمت اور جاہ پسندی کے خوبصورت سراب کے پیچھے دوڑنا شروع کر دیا۔ غرضیکہ ہم نے ہر ممکن طریقہ سے خالق کائنات کو فراموش کر دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ اس حقیقت کی روشنی میں مذکورہ بالا حادثات کو محض اتفاقیہ یا وقتی واقعات پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ سارے واقعات اسی بڑی اور خوفناک غلطی کا نتیجہ ہیں جس کے ہم سب بلا تفریق مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان سب کے باوجود بھی ہماری غفلت اور لاپرواہی میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی ہے۔ بلکہ بڑی حیرت و استعجاب کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم اس حقیقی پہلو کو پس پشت ڈال کر ان واقعات کی غیر حقیقی توجیہیں کرنے اور ان کے سدباب کے لئے اوٹ پٹانگ تجویزیں پاس کرنے میں مگن ہیں ــــ!

ہندوستانی مسلمانوں پر فرقہ پرستوں کی ــــ شب و روز کی مشق ستم سے جو صورت حال درپیش ہے اسے ختم کرنے کے لئے سینکڑوں مدعیان فکر نت نئی تجویزیں سامنے لاتے رہتے ہیں مشرقی وسطیٰ میں قبلہ اول کے المناک سانحے پر عالمی اسلامی چوٹی کانفرنس بلائی جا رہی ہے۔ اسرائیل کے مقابلہ میں عربوں کے اتحاد پر آئے دن کانفرنس ہوا کرتی ہیں۔ ان ساری تجویزوں سے قطع نظر کیا ہم نے کبھی مذکورہ بالا پہلو پر بھی غور کرنے کی زحمت بھی گوارا کی ہے؟ ان واقعات سے متعلق خواہ کسی بھی تجویز یا فارمولے پر ساری دنیا کے مسلمان کیوں نہ متفق ہو جائیں لیکن اس حقیقی پہلو پر کبھی نظر رکھے بغیر سارے فارمولے اور تجویزیں بیکار ہیں۔ یہ وقتی اور مصالحتی تجویزیں مسائل کو بہت تھوڑی سی مدت کے لئے دبا تو ضرور سکتے ہیں لیکن انہیں ہمیشہ کے لئے ختم کرنا اور ان کا پختہ مزار بنوانے کے لئے مذکورہ پہلو پر غور کئے بغیر چارہ نہیں۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ غفلت لاپرواہی اور حقائق سے چشم پوشی آج ہم مسلمانوں کی زندگی کا لازمی جزو بلکہ فطرت ثانیہ بن چکی ہے جس کا خمیازہ ہم ساری دنیا میں ذلیل و خوار ہونے کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔

افسوس! ان آفتوں کے نزول کے بعد بھی ہم نے نہ تو کلامی تکافات کی کوئی ضرورت محسوس کی اور نہ اپنے انجام کے بارے میں سوچا جبکہ ہمارا انجام ہم سے دھوکا نہیں ہے۔

بات آج کل ہی کی نہیں ہے بلکہ صدیوں سے یہ کھیل ہوتا آیا ہے ہزاروں قومیں بنائی گئیں اور بگاڑی گئیں انہیں عروج سے بھی نوازا گیا اور جب ان کی سرکشی، بداعمالیوں اور ناشکریوں نے حد سے تجاوز کیا انہیں ذلیل و رسوا کر کے نیست و نابود کر دیا گیا ہے۔ ہم اس سنت خداوندی قہر و غضب کے عین نشانہ پر ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ اپنی بدکرداریوں، گناہوں ..... اور نافرمانیوں کا کفارہ ادا کئے بغیر ہم آفات و مصائب کے اس عمیق گڑھے سے نہیں نکل سکتے۔

اسلام میں توبہ اور معافی کا دائرہ سارے مذہبوں سے زیادہ وسیع ہے۔ بندہ ہزار بار کسی غلطی کا مرتکب ہو اور ہزار بار معافی مانگے تو خدا یہ نہیں فرمائیگا کہ تجھے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ ایک طرف خداوند قدوس کی یہ مہربانیاں اور بندہ نوازی اور دوسری جانب ہماری غفلتوں اور نافرمانیوں کی یہ انتہا۔

سر سے پیر تک گناہ آلود ہونے کے بعد بھی اگر آج ہی سے ہم اپنی روش کو بدلنے کی کوشش کریں اب تک کی غلطیوں پر شرمندہ ہوں اور دل سے مسبوط حقیقی کی طرف متوجہ ہو کر معافی مانگیں تو اس میں ذرہ برابر بھی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ کسی طرح ہم اپنے سروں سے ان منحوس گھٹاؤں کو ٹالنے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

"جب میرا بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں جب وہ ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کے آتا ہوں"

(بخاری شریف)

مذکورہ بالا حدیث کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثوں سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ خداوند عزوجل یہ کہ اپنے بندوں کے نیک جذبات کی قدر کرتا ہے بلکہ وہ مشتاق رہتا ہے۔ "باقی صفحہ پر"

---

لہ وہ لوگ برادہیں جو سائنس کے کرشموں سے مرعوب ہو کر انسان سے بالاتر کوئی طاقت مانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

# مادرِ علمی

## "ندوۃ العلما"

احمد بستوی

مطلعِ نورِ ہدایت، علمِ دیں کا ہے منار
زورِ باطل کے مقابل میں ہے استادہ جھار
بانیانِ حق نے اس کو اس قدر بخشی جِلا
گمشدہ منزل مسافر کا ہوا روشن منار
ندوہ ہے روحِ عمل، روحِ یقیں، روحِ زماں
ندوہ ہے روحِ زماں

ذرے ذرے سے نمایاں عہدِ ماضی کا اثر
مدح خواں ہے جس کے علم و فن کا ہر فردِ بشر
جہل کی جب چار سو چھانے لگی تھیں ظلمتیں
لے کے نکلے یاں سے شمعِ علم کی اہلِ نظر
ندوہ ہے روحِ عمل، روحِ یقیں، روحِ زماں
ندوہ ہے روحِ زماں

ہند کی یہ سرزمیں ہے باعثِ فخرِ جہاں
جس میں باقی ہے ابھی اسلام کی روحِ رواں
اس کا ہر اک بانکپن رشکِ مہ و خورشید ہے
روشنی ایسی ہے اُس کی جس سے روشن ہے جہاں
ندوہ ہے روحِ عمل، روحِ یقیں، روحِ زماں
ندوہ ہے روحِ زماں

ذرہ ذرہ کو دیا ہے تو نے یوں عظمت کا درس
تیرے درسِ عام سے سیکھا طالبِ وحدت کا درس
رہ نہیں سکتا کوئی محروم تیرے فیض سے
جبکہ تیرے درس میں شامل ہوا شفقت کا درس
ندوہ ہے روحِ عمل، روحِ یقیں، روحِ زماں
ندوہ ہے روحِ زماں

فلسفہ تاریخ و تفسیر و مفاہیم نحل
ہم کو سکھلایا بلطف خاص اسرار و علل
اور ادبِ عربی میں ہم کو امتیازی شان دی
مادرِ علمی کی الفت میں ہوں سرشارِ ازل
ندوہ ہے روحِ عمل، روحِ یقیں، روحِ زماں
ندوہ ہے روحِ زماں

## مبلغِ اعظم

### حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

سوانح حیات اور تبلیغی زندگی پر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ کی پسند فرمودہ

کتاب سوانح مولانا محمد یوسف رح

مجلد خوبصورت ڈٹ کور ۲۲×۱۸ صفحات ۴۱۲

مولف: محمد ثانی حسنی قیمت ۱۰ روپے

پتہ:- مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

## بقیہ: طلبہ کا صفحہ

کہ کب ہم اس کی طرف متوجہ ہوں اور وہ ہماری سنے

موجودہ مصائب اور قہرِ خداوندی سے نجات پانے کا یہی سب سے آسان اور سیدھا راستہ ہے۔ لیکن اگر ان واقعات اور تباہی کی علامتوں کے ظہور کے بعد بھی غفلت کا وہ دبیز پردہ جو صدیوں سے ہماری عقلوں پر پڑا ہوا ہے نہ اٹھا تو یہ غفلت ہمیں اپنے کیفر کردار تک پہونچانے کے لئے کافی ہوگی اور غفلت کا وہ بھیانک انجام جس کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں ہمارے سامنے آکر رہے گا۔

سول ایجنسیاں

۱- اودھ جنرل اسٹورس امین آباد لکھنؤ
۲- ایم ایس ظہیر اینڈ سنس چن گنج کان پور




# کوائفِ دارالعلوم

دارالعلوم میں سالانہ امتحان کا آغاز ہوگیا ہے جس کا سلسلہ ۱۹ شعبان المعظم تک جاری رہے گا، اس کے بعد رمضان المبارک کی تعطیل شروع ہو جائے گی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی (ناظم ندوۃ العلماء) اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (مدیر الفرقان لکھنؤ) کے حجاز مقدس بخیریت پہونچنے کی اطلاع آگئی ہے، حجاز مقدس میں ان حضرات کا قیام غالباً وسط رمضان المبارک تک رہے گا، وسط رمضان میں واپسی متوقع ہے۔

۲۰ رجب ۱۳۸۹ھ کو مولانا محمد مرتضیٰ صاحب (ناظر کتب خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء) کی اہلیہ کا مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب سے بھی استدعا ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے مغفرت کی اور مولانا موصوف کی مشکلات میں سہولت کی دعا فرمائیں۔

احمد آباد کے فسادات کے سلسلہ میں بعض احباب کو جانی اور مالی صدمے پہونچے ہیں، کارکنان دارالعلوم ان کے رنج و غم میں خود کو شریک سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور احباب کو توفیق صبر مرحمت فرماکر ان کے درجات بلند فرمائے آمین۔

دارالعلوم میں تعمیرات کا سلسلہ اس مد میں رقم نہ ہونے کی وجہ سے عرصہ سے بند تھا، ضرورتیں ٹالی جارہی تھیں، ان صفحات پر جن کی اطلاع برابر دوستوں کو دی جاتی رہی ہے لیکن دارالطعام (ڈائننگ ہال) کی ضرورت کو اب اس سے زیادہ مدت کے لئے ٹالنا دشوار ہوگیا، اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بھروسہ پر کچھ رقم بطور قرض حاصل کرکے دارالطعام (ڈائننگ ہال) کی تکمیل کا آغاز کردیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو کام اب شروع کردیا گیا ہے اس کی تکمیل اپنے فضل خاص سے فرمادے۔

مولانا محمد ہاشم صاحب مظاہری۔ راجستھان کے طویل سفر پر ہیں خصوصیت کے ساتھ جے پور کے احباب سے گذارش ہے کہ وہ مولانا موصوف کے ساتھ بھرپور تعاون فرماکر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

مولانا عبدالرشید صاحب۔ حسب دستور ہردوئی، شاہجہاں پور، بریلی، مرادآباد کے دورہ پر نکلنے والے ہیں۔

منشی عثمان غنی صاحب۔ جن کو فی الوقت منشی عبدالستار صاحب (ہنگولی ضلع پربھنی) کی جگہ پر مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش کے حلقہ میں متعین کیا گیا ہے، اپنے حلقہ سے دریافتی وتفقہ کے لئے واپس آئے تھے امروز فردا میں پھر اپنے حلقہ پر جانے والے ہیں ان تمام مقامات کے احباب سے خصوصی تعاون کی استدعا ہے۔

(محمد عبدالسمیع ندوی)

# غزل

عبدالمتین نیاز

سر پہ میرے سایۂ افکار رہنے دیجئے
دل میں احساسِ الم بیدار رہنے دیجئے

سرد ہے ماحولِ ہستی خود کو اے ارباب دل
خواہشوں سے برسرِ پیکار رہنے دیجئے

بندھ پائیگی نہ اب ٹوٹے ہوئے رشتوں کی ڈور
یہ نگاہ ملتجی سرکار رہنے دیجئے

میری وحشت کا نہ لیجئے ہر قدم پر امتحاں
دامنِ صحرا میں کچھ گلزار رہنے دیجئے

اور بھی کچھ ہیں تقاضے وقت کے اے اہلِ دل
اب تمنائے لب و رخسار رہنے دیجئے

ذہن کی کم مائیگی کیجے نہ اہلِ غم قبول
جسم پر بے مائیگی کا بار رہنے دیجئے

اب کسی لب پر نہیں ہے شہر میں حرفِ طرب
آپ بھی یہ شوخیٔ گفتار رہنے دیجئے

زندگی کی مے سے جو سیراب ہوتا ہے نیاز
تشنگی کو ہر گھڑی بیدار رہنے دیجئے

# اسلام اتاترک کے مُلک میں

ترتیب ـــــــ محمود الازہار ندوی

## پانچواں کالم

مولانا محمد شوکت الیفی نے اسلام پسند ترکی قوم کو متنبہ کیا کہ وہ ناپسندیدہ اور مفسد عناصر سے ہوشیار رہیں سازشی (پانچواں کالم) جن کا مقصد سیاسی پارٹیوں کو خراب اور شر پسند بنانا ہے وہ ماسونی (FREE MATION) اسرائیل کے جاسوس ہیں، خود عالمی سرمایہ داروں اور حکومت پسند کمیونسٹوں کے پٹھو ہیں، اسلامی ترکی میں یہ طبقہ بمشکل ایک فیصد ہے لیکن اس کے باوجود یہ ترکی کی ہر چیز پر قابض ہیں، خفیہ طور سے گمراہی اور تشدد کا پرچار کرتے ہیں، فسادیوں کو ہوا دیتے ہیں، شر پسند عناصر کو جمہوری جماعتوں میں اعلیٰ مقام حاصل ہے، پھر جسٹس پارٹی کو بھی اسی نظریہ سے دیکھ کر بلا نام کرنے کی کوشش کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اچھا ورنہ دونوں حالتوں میں انسان تو رہیں گے ہی ..... بنیادی مقصد اسلام سے جنگ کرنا ہے۔ مولانا نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا ہمیں اس عہد کو یاد رکھنا چاہیئے اور دشمنوں کو بے نقاب کرنا چاہیئے۔

## مسجد اقصیٰ میں آتشزنی

مسجد اقصیٰ میں اسرائیل کی مجرمانہ سازش آگ لگانے کے خلاف ترکی کے مختلف طبقوں نے شدید ردعمل کا اظہار کیا، اس موقعہ پر ترک طلباء کی انجمن (اتحاد وطنی) نے ایک بیان جاری کیا ہے جس میں اسرائیل کی مجرمانہ حرکتوں پر شدید ناپسندیدگی کا اظہار کیا، اور ہر جگہ کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے مقدس مقامات کو مجرموں کے ہاتھوں سے آزاد کرائیں، انھوں نے مسلمانوں کو اسرائیل کے اس مجرمانہ منصوبہ سے چوکنا کیا کہ وہ مسجد اقصیٰ، مسری رسول، قبلۂ اول اور حرم ثالث کی جگہ خیالی ہیکل سلیمانی کی تعمیر کرنا چاہتا ہے۔

## مسلم مجاہدوں کا کیمپ

مسلم مجاہد کیمپ کے نام سے مختلف یونیورسٹیوں کے طلباء۔ ترکی کے گوشہ گوشہ سے ایک کیمپ میں جمع ہوئے ..... جس میں اسلامی مسائل پر بحث و مباحثہ کیا اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گذارنے کی اپیل کی گئی ـــ یہ کیمپ پہلی مرتبہ اس دلکش اور جاذب صورت میں منعقد ہوا۔ طلباء کے وفود برابر شرکت کے لئے چلے آرہے ہیں اور جب اجتماع کے تقاضہ کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں،

ہمارا مقصد شر پسند عناصر کو نیست و نابود کرنا ہے یہ آج ترکی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر تلی ہوئی ہیں اور ترکی کو اسلامی رجحانات سے ہٹا دینا چاہتی ہیں ہم تلوار کو تلوار سے شکست دینگے۔ آخری مقصد صرف ایک ہے اور وہ ہے مسلمانوں کو ایک منظم اور متحد جماعت سے منسلک کرنا۔

## اسرائیلی جھنڈا آگ میں

یونیورسٹیوں کے طلباء کی ایک جماعت نے اتحاد وطنی کی قیادت میں جس کی سربراہی برہان الدین کیہاں کر رہے تھے۔ استنبول میں مظاہرہ کیا اور اسرائیلی حکومت مردہ باد کے نعرے لگائے، اور اسرائیل سے ہر طرح کے تعلقات کو منقطع کرنے کا مطالبہ کیا۔ اسرائیلی قونصل کے سامنے اسرائیلی جھنڈا جلایا۔ صدر برہان الدین نے اس ہفتہ کو "مسجد اقصیٰ ہفتہ" "اسرائیل پر لعنت کا ہفتہ" کے نام سے تعبیر کیا۔ اور مندرجہ ذیل تجاویز پاس کیں:

(۱) اسرائیل سے جس قسم کے بھی تعلقات ہوں منقطع کر لیا جائے۔

(۲) اسلامی حکومتوں سے، اسلامی چوٹی کانفرنس، قدس اور مقامات مقدسہ کی بازیابی کی جد و جہد میں تعاون کیا جائے۔

(شہاب۔ لبنان)

## غزل

از ـــــــ رئیس نعمانی مرادآبادی

جو ہر ائی حدیث دیدۂ پرنم تو کیا ہوگا
زمانے کو لٹائی بھی متاعِ غم تو لیا ہوگا

ازل سے گو مری فطرت حریفِ سہل کوشی ہے
حوادث سے ہوا ذوقِ تجسس کم تو کیا ہوگا

کمالِ حسن پر خوئے تغافل زیب دیتی ہے
مگر ہو جائیں ہم بھی آپ سے برہم تو کیا ہوگا

ہمارے نام پر انسانیت رسوائے دوراں ہے
اگر بیٹھے رہے خاموش اب بھی ہم تو کیا ہوگا

ملایا جا رہا ہے خاک و خوں میں بیگناہوں کی
رہا اہلِ جہاں کا گر یہی عالم تو کیا ہوگا

بچشمِ حیرتی خونی تماشے دیکھنے والو!
تمہارے گھر بھی بچھ جائے صفِ ماتم تو کیا ہوگا

رئیس افسوس سے یہ بات بھی کہنا پڑی آخر
نہ ہوگا مٹنے کا اپنے ہمیں کو غم تو کیا ہوگا



# دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

آؤ بچو راہ دکھائیں تم کو دین ایمان کی
جسکی خاطر اگلوں نے بازی لگائی جان کی
بن کے مسلم زندگی کیسی گذاری شان کی
شمع بن کر رہبری کی تھی ہر اک انسان کی

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

ہم بتائیں آج باتیں کچھ تمہیں اسلام کی
تاکہ کھل جائے حقیقت تم پہ اپنے کام کی
راستہ آسان ہے منزل بہت آرام کی
ہوگی بارش ہر قدم اللہ کے انعام کی

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

تم مسلماں ہو تمہارا پاک دین اسلام ہے
کیسا دلکش دین ہے اور کیسا پیارا نام ہے
سوچو تو کتنا بڑا، اللہ کا انعام ہے
ایسے مذہب میں کیا جو قابلِ اکرام ہے

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

تم کسی مذہب میں پاؤ گے نہ ایسی خوبیاں
یہ اخوت یہ محبت اور یہ غم خواریاں
اپنے ہوں بیگانے ہوں سب کے لئے راحت رساں
جس کو یہ دولت ملی بس ہو گیا وہ کامراں

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

تم بجالاؤ شرائط دین کے ارکان کے
اور رکھو ہر قدم کو دیکھ کے پہچان کے
ایسے رستوں سے بچو جو رستے ہیں شیطان کے
مستحق ہو گے تمہیں پھر بخشش رحمان کے

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

خوبیاں پیدا کرو ایسی کہ تم کو دیکھکر
غیر مسلم بھی فدا ہو جائیں اب اسلام پر
تم سے سیکھیں جوہر انسانیت جن و بشر
آدمیت ختم ہو جائے تمہاری ذات پر

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

جوہر اسلام کو کر دو جہاں میں آشکار
اس کی ضرورت ہے یہی کر لو بلند اپنا شعار
ہر بن و مو سے ہو ظاہر تم میں دینی اقتدار
پاک دل پاکیزہ رو اور پاک طینت ذی وقار

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

دین باتوں سے چلا اب ہے ضروری روس تھام
نزع کی حالت ہے اس کی دم توڑتا ہے صبح و شام
تم پلاؤ بادۂ توحید کے بھر بھر کے جام
تاکہ قوت اور طاقت کو رہے حاصل دوام

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

کسطرح اسلام کا اب لٹ رہا ہے کارواں
گلشن ایمان پر اب آرہی ہیں آندھیاں
چل بسے جو تھے محافظ اور تھے جو پاسباں
گر نہ تم نے جرأت جائے گا نام و نشاں

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

اخرجت للناس آیا ہے تمہاری شان میں
خیر امت کا لقب حق نے دیا قرآن میں
دوڑتا ہے خون اگلوں کا تمہاری جان میں
حیف لیکن فرق کتنا ہو گیا ایمان میں

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

دین کو رائج کرو دنیا کے ہر گوشہ میں تم
اور کرو اسلام کا چرچا ہر اک کوچہ میں تم
سب کو ڈھا ڈالو اور ڈھالو توحید کے سانچے میں تم
دین حق کی روشنی پھیلاؤ ہر چپہ میں تم

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

عہد کو عہد کو ہرگز نہ توڑیں گے کبھی
مسلموں سے رشتۂ الفت نہ جوڑیں گے کبھی
دین اور اسلام کا رشتہ نہ چھوڑیں گے کبھی
اور احکام خدائے منہ نہ موڑیں گے کبھی

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

لے کے احکام خدا ہم گوشہ گوشہ جائیں گے
دین کا پیغام ہم چاروں طرف پھیلائیں گے
لے کے ہم نام خدا اس کام کو پر چائیں گے
نعرۂ توحید بھی ہر دم لگاتے جائیں گے

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

ہوں گے ہم اپنے نبی کے رستہ پر گامزن
جو ہیں محبوب خدا ختم الرسل غمخوار من
جن کی ذات پاک سے اسلام کا مہکا چمن
ہو گیا آباد ابراہیم کا باغ کہن

دین اسلام زندہ باد، دین اسلام زندہ باد

Regd No. L 1951

FORTNIGHTLY

Phone 2948

# TAMEER-E-HAYAT

Darululoom Nadwatululama, Lucknow. (India)

## مکتبہ دار العلوم کی دوسری مطبوعات

### منثورات

از مولانا محمد رابع ندوی

اس کتاب میں مصنف نے ان جاندار ٹکڑوں کا انتخاب کیا ہے جو زبان کے محاسن اور کلام کی بلاغت کیساتھ دینی و اخلاقی تربیت کا کام بھی دے سکتے ہیں اور اسلامی جذبات پیدا کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں، سیرت نبوی، تاریخ اسلام اور مستند و صاحب طرز انشاء پردازوں کی نثر کے نمونے پیش کئے گئے ہیں جو عربی زبان و ادب کی بہترین نمائندگی کرتے ہیں نثر قدیم کے ساتھ نثر جدید اور نظم قدیم بھی شامل ہے، مدارس عربیہ کی بڑی تعداد نے داخل نصاب کیا ہے۔ قیمت ۔

### مسئلہ ختم نبوت ۔ علم و عقل کی روشنی میں

تالیف: مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی ندوی، استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء

اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت کو ٹھوس علمی و تحقیقی انداز میں ثابت کیا گیا اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور ضرورت کو خالص علمی و عقلی دلائل سے واضح کیا گیا ہے، ہر صاحب عقل سلیم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ختم نبوت کا قائل ہو جائیگا، قادیانیت کے طلسم میں گرفتار اور عقیدہ ختم نبوت میں شک و شبہ کرنیوالے افراد کے حق میں یہ فاضلانہ تصنیف روشنی کا ایک عظیم مینار ہے! قیمت: ۲ روپے ۲۵ نئے پیسے

### جزیرۃ العرب

از مولانا محمد رابع ندوی، استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء

یہ جغرافیہ کی کوئی خشک کتاب نہیں بلکہ اس میں سیرت و تاریخ و ادب عربی کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے اسکی وجہ تو کسی جگہ کی جغرافیائی اہمیت کیساتھ اسکی دینی اور ادبی اہمیت بھی نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس سلسلہ میں قدیم و جدید دونوں ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اہم مقامات کے قدیم ناموں کیساتھ جدید نام بھی بتائے گئے ہیں اور جب کہ جگہ وضاحتی نقشے بھی دیئے گئے ہیں، اسکا تذکرہ عالم عربی کے اخبارات نے اچھے انداز میں کیا ہے، دار العلوم ندوۃ العلماء کے نصاب میں بھی داخل ہے اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب قیمت ۵ روپیہ

### تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن

از مولانا ابو الحسن علی حسنی ندوی

چودھویں صدی ہجری کے مشہور و مقبول بزرگ و عالم، اویس زمانہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی کی سوانح حیات، حالات، ارشادات و ملفوظات، جو دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ تصوف، شریعت سے علیحدہ کوئی چیز نہیں بلکہ عین شریعت کی روح ہے، وہ حضرات جو درد و محبت کے جویا اور یقین کے طالب ہیں ان کیلئے یہ کتاب بیش قیمت تحفہ ہے۔ قیمت عہ

### دہلی اور اسکے اطراف

از مولانا حکیم سید عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ، سدرۃ العلماء

یہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سفرنامہ اور روزنامہ ہے جو انیسویں صدی کے اخیر میں لکھا گیا تھا اس سفرنامہ سے اندازہ ہوگا کہ گذشتہ صدی کے علماء کس ثقافت اور علم کے حامل تھے اور ان کا مطالعہ کتنا وسیع، متنوع اور پختہ تھا، آپ کو اس سفرنامہ میں شعر و سخن کا ذوق سلیم، کہیں تاریخی واقفیت، سلاسل تصوف اور انکی شاخوں اور قسموں پر اطلاع، متقدمین کی تصنیفات اور کتابوں سے آگاہی اور ان کے مسلک اور عہد کے نشانات جا بجا ملیں گے۔ قیمت مجلد عہ روپیہ

### معلم الانشاء

از مولانا عبد الماجد صاحب ندوی و مولانا محمد رابع صاحب ندوی

انشاء تمام زندہ زبانوں کا اہم مضمون ہے موجودہ جمہوری دور اور صحافتی و مجلسی زندگی نے اسکی اہمیت کو روز روشن کر دیا ہے۔ دعوت و تبلیغ کے تقاضوں، ملکوں اور قوموں کے ارتباط و تعلق نے اسکو نہ صرف اجتماعی و ادبی بلکہ دینی اہمیت بھی بخش دی ہے۔ چنانچہ دار العلوم ندوۃ العلماء نے وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ان کے ایک ایسے سلسلے کی ترتیب دی ہے جو عربی مدارس کے اساتذہ کی پوری رہنمائی کر سکے اور عربی مدارس میں تعلیم و انشاء کا نصاب بن سکے۔

کاغذ کتابت و طباعت معیاری۔ حصہ اول (مولانا عبد الماجد ندوی) قیمت ۱/۷۵

حصہ دوم ( " " " ) " ۲/۶۳

حصہ سوم (مولانا محمد رابع ندوی) " ۲/۵۰

### الادب العربی

بین عرض و نقد

از مولانا سید محمد رابع ندوی۔ ادیب اول (دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

عربی ادب کی تاریخ اور تنقید کے موضوع پر ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کوشش ہے جو الادب العربی بین عرض و نقد کے نام سے عربی زبان میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے پیش کی ہے۔ اس کتاب میں عربی ادب کی تاریخ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور یہ تین بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔

ادب کی حقیقت ٭ تنقید و تجزیہ ٭ ادبی نمونے

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے مقدمہ کے ساتھ خوبصورت عربی ٹائپ پر یہ کتاب چھپ کر آگئی ہے۔

(قیمت صرف چار روپے)

Cover Printed at NADWA Press, Lucknow